حیات طیبہ
روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں
﴿۲﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him)
in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Sauti : "The weak (Da'i f) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)"
Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'an and Ahadi th is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the second part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of before the birth of the Prophet till the beginning period of his propagation.

ہجرتِ حبشہ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نجاشی کے ملک حبشہ میں ہُرت کر گئے، وہاں ہمیں اچھا پڑوس اور اپنے دین پر عمل کرنے کا پُر امن ماحول ملا، ہم وہاں اللہ تعالیٰ کی بادت کرتے، ہمیں تکلیف دی جاتی، نہ ہمیں ناپسندیدہ باتیں سننے کو ملتیں۔ جب قریش کو یہ خبر ملی تو انہوں ے نجاشی کی طرف انتہائی سوجھ بوجھ کے مالک دو آدمی روانہ کرنے اور نجاشی کی طرف مکہ کے نفیس تحفے بھیجنے

کا مشورہ کیا، مکہ کے چمڑے حبشہ میں بہت پسند کئے جاتے تھے چناں چہ انہوں نے بہت سے چمڑے جمع کئے اور وہاں کے ہر بڑے پادری کے لئے بھی تحفے کا انتظام کیا، پھر عبداللہ بن ربیعہ بن المغیرہ مخزومی اور عمرو بن العاص بن وائل سہمی کو ان تحائف کے ساتھ حبشہ بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ نجاشی کے دربار میں پیش ہونے اور مسلمانوں کے معاملے میں بات کرنے سے پہلے ہر پادری کو تحفہ دینا، پھر نجاشی کی خدمت میں تحائف پیش کرنا اور اس سے یہ درخواست کرنا کہ وہ مسلمانوں کا موقف سنے بغیر انہیں تمہارے حوالے کر دے۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہ دونوں صاحبان مکہ سے روانہ ہو کر نجاشی کے پاس آئے، ہم وہاں بہترین مقام اور ہمسائیگی میں رہ رہے تھے، انہوں نے (حسب ہدایت) نجاشی سے گفتگو کرنے سے پہلے ہر پادری کو تحائف پیش کئے، پھر ان سے کہا کہ ہمارے ملک کے چند بے وقوف نوجوان بادشاہ کے ملک میں بھاگ آئے ہیں، جنہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے، بل کہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جسے ہم جانتے ہیں نہ آپ لوگ۔ ہمیں ان کی قوم کے معزز لوگوں نے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا ہے، تاکہ ان بے وقوفوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ ہم جب بادشاہ سے اس معاملے میں بات کریں آپ بادشاہ کو مشورہ دیں کہ وہ ان لوگوں سے گفتگو کئے بغیر انہیں ہمارے حوالے کر دے کیوں کہ ان کی قوم ان پر کڑی نگاہ رکھتی ہے اور وہ ان کے اس عیب سے خوب واقف ہیں، پادریوں نے ان کی ہم نوائی کی حامی بھر لی۔

(پادریوں کو اپنا ہم نوا بنانے کے بعد) انہوں نے اپنے تحائف نجاشی کو پیش کئے، جنہیں نجاشی نے قبول کر لیا، پھر انہوں نے مسلمانوں کے متعلق گفتگو کی اور کہا: اے بادشاہ! آپ کے ملک میں ہمارے چند ناسمجھ نوجوان بھاگ آئے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے، بل کہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جسے ہم جانتے ہیں نہ آپ، ہمیں ان کے سلسلے میں ان کے والدین، چچاؤں اور قبیلے کے عمائدین نے بھیجا ہے، تاکہ آپ انہیں ان کے پاس واپس بھیج دیں، کیوں کہ وہ لوگ ان پر کڑی نگاہ رکھتے ہیں اور ان کے عیب اور عتاب کے اسباب سے بہ خوبی واقف ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کے نزدیک اس سے ناپسندیدہ چیز اور کوئی نہ تھی کہ نجاشی مسلمانوں سے گفتگو کرے، دربار میں موجود پادریوں نے بھی یہی کہا: بادشاہ سلامت! انہوں نے درست کہا ہے، ان کی قوم ان کو بہتر طور پر جانتی ہے اور اس الزام کی حقیقت سے زیادہ واقف ہے، ان نوجوانوں کو ان دونوں کے حوالے کر دیں یہ انہیں ان کے ملک اور ان کی قوم میں واپس پہنچا دیں گے۔

یہ سن کرنجاشی ناراض ہوکر بولا نہیں، ایسانہیں ہوگا، بہ خدا میں ان نوجوانوں کا مؤقف سنے بغیر انہیں ان کے حوالے نہیں کروں گا، انہوں نے میرے پڑوس کو اور میرے ملک کو ترجیح دی ہے، انہوں نے یہاں رہنا پسند کیا ہے، میں ان کو بلا کر ان سے دریافت کروں گا، اگر ان دو آدمیوں نے جو کچھ کہا ہے معاملہ اسی طرح ہے تو میں انہیں ان کے سپرد کردوں گا اور انہیں واپس ان کی قوم کی طرف بھیج دوں گا اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو میں انہیں ان کے حوالے نہیں کروں گا اور جب تک وہ یہاں رہیں گے میں ان سے حُسن سلوک کرتا رہوں گا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف پیغام بھیج کر ان کو بلوایا، جب نجاشی کا پیغام مسلمانوں کو ملا تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ بہ خدا ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں تعلیم دی اور حکم فرمایا ہے، خواہ اس کا جو بھی نتیجہ نکلے۔

جب مسلمان نجاشی کے پاس پہنچے اس نے اپنے بڑے بڑے پادریوں کو بلالیا، وہ نجاشی کے اردگرد اپنی کتابیں کھول کر بیٹھ گئے، نجاشی نے مسلمانوں سے سوال کیا: یہ کون سا دین ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم کا دین چھوڑا ہے، میرے دین میں داخل نہیں ہوئے نہ ہی کسی اور ملت کا دین قبول کیا ہے؟ اس کے جواب میں حضرت جعفر بن ابی طالب نے گفتگو شروع کی اور کہا:

اے بادشاہ! ہم جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، قرابت داروں سے تعلق توڑتے تھے، ہم سایوں سے بدسلوکی کرتے تھے، ہم میں سے طاقت ور کمزور کو کھا رہا تھا، ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جس کی عالی نسبی، صداقت، امانت اور پاک دامنی کو ہم جانتے تھے، آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم اللہ کو ایک مانیں، اسی کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا جن پتھروں اور بتوں کی ہماری باپ دادا پوجا کرتے تھے انہیں چھوڑ دیں، اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، رشتے داروں سے تعلق جوڑنے، ہم سائیوں سے حسن سلوک کرنے، حرام کاری اور خون ریزی سے باز رہنے کا حکم دیا، اور ہمیں بدکاریوں میں مبتلا ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع فرمایا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور آپ نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزوں کا حکم فرمایا (راوی کہتے ہیں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کو اسلام کے احکام گن گن کر بتائے پھر کہا) ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے اور آپ جو پیغام لائے تھے ہم نے اس کی پیروی کی، ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور جن چیزوں کو آپ

نے حرام قرار دیا ہم نے انہیں حرام مانا، اور جن کو حلال بتایا ان کو ہم نے حلال جانا، اس پر ہماری قوم نے ہم پر زیادتیاں کیں، انہوں نے ہمیں اذیتیں دیں اور ہمیں ہمارے دین سے پھیرنے کے لئے طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کیا، تاکہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر پھر بتوں کی پوجا کرنے لگیں اور جن گندی چیزوں کو حلال سمجھتے تھے ان کو حلال سمجھیں۔

جب انہوں نے ہم پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے، ہمارا جینا حرام کر دیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن گئے تو ہم نے آپ کے ملک کی راہ لی اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دیتے ہوئے آپ کی پناہ میں رہنا پسند کیا، اے بادشاہ! ہمیں امید ہے کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نجاشی نے کہا: وہ پیغمبر اللہ کی طرف سے جو کچھ لائے ہیں تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ حضرت جعفر نے کہا: ہاں، نجاشی نے کہا: مجھے پڑھ کر سناؤ، حضرت رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم (کھیٰعص) کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ اللہ کی قسم نجاشی یہ آیات سن کر اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوں سے تر ہوگئی اور اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے پادری اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی کتابیں بھیگ گئیں، پھر نجاشی نے کہا: بہ خدا یہ کلام اور وہ کلام جو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے دونوں ایک ہی شمع دان سے نکلے ہوئے ہیں، پھر اس نے ان دونوں سے کہا تم جاؤ، میں ان لوگوں کو کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب یہ دونوں نجاشی کے دربار سے نکلے تو عمرو بن العاص نے کہا: خدا کی قسم! میں کل ان کے بارے میں ایسی بات کروں گا جو ان کی جڑیں اکھیڑ دے گی، عبداللہ بن ربیعہ نے جو ان میں رحم دل تھا کہا: ایسا نہ کرنا اگرچہ یہ لوگ ہمارے خلاف ہوئے ہیں لیکن پھر بھی ہمارے کنبے قبیلے کے لوگ ہیں، عمرو بن العاص نے کہا بہ خدا! میں بادشاہ کو بتاؤں گا کہ یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو بندہ مانتے ہیں، چناں چہ دوسرے دن عمرو نے بادشاہ سے کہا: یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں، ان کو بلوا کر پوچھئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا بھیجا، اوران سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں بڑی فکر لاحق ہوئی، مسلمان اکٹھے ہوئے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ جب نجاشی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سوال کیا تو تم کیا جواب دو گے؟ طے یہ پایا کہ ہم آپ کے بارے میں وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا ہے اور جو ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں بتایا ہے خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہو۔

جب مسلمان نجاشی کے پاس آئے اس نے کہا: تم عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ لے کر آئے ہیں: آپ (علیہ السلام) اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری، پاک دامن مریم کی طرف القا فرمایا تھا۔

یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور ایک تنکا اٹھا کر کہا: جو کچھ تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔

یہ سن کر پاس موجود پادریوں نے ہونہہ کہا، نجاشی نے کہا: بہ خدا اگر چہ تم لوگ ہونہہ کرو (حقیقت یہی ہے) پھر مسلمانوں سے کہا: جاؤ تم لوگ میرے ملک میں امن و امان سے رہو، جو تمہیں گالی دے گا اس پر جرمانہ ہوگا، جو تمہیں گالی دے گا تاوان دے گا، مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم میں سے کسی آدمی کو ستاؤں اور مجھے اس کے بدلے رشوت کے طور پر سونے کا پہاڑ ملے، ان کے تحائف واپس کر دو، مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جب مجھے میرا ملک واپس کیا تو مجھ سے رشوت نہیں لی کہ میں اس کی راہ میں رشوت لوں، نیز اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں لوگوں کی بات قبول نہیں فرمائی کہ میں اللہ کے بارے میں لوگوں کی بات مانوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس کے بعد وہ دونوں اپنے ہدیے تحفے واپس لے کر بے آبرو ہو کر چلے گئے، اور ہم نجاشی کے ملک اور اس کے پڑوس میں اچھی طرح زندگی گزارتے رہے، اسی دوران نجاشی پر ایک مصیبت نازل ہوئی، حبشہ کی بادشاہی کا ایک اور دعوے دار آ گیا اور جنگ چھڑ گئی، ہمیں اتنا رنج ہوا کہ اس سے پہلے اس کے ہاں ہم نے کبھی اتنا دکھ محسوس نہیں کیا تھا، ہمیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر نجاشی کی بادشاہت چھن گئی تو ایسا شخص برسر اقتدار آ جائے گا جو نجاشی کی طرح ہمارے حقوق نہیں پہچانتا ہوگا۔

نجاشی اور اس کے دشمن کے درمیان دریائے نیل کے اس پار میدان جنگ سجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: اس جنگ کے انجام کی خبر کون لائے گا؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں خبر لاؤں گا، زبیر سب سے چھوٹے تھے، زبیر کو مشکیزے میں ہوا بھر کر دی گئی وہ اسے سینے سے لگائے تیرتے ہوئے نیل پار کر گئے، میدانِ جنگ کا نظارہ کیا، پھر واپس آ گئے، ہم نجاشی کی فتح مندی کے لئے دعا گو رہے کہ اس کی مملکت برقرار رہے، حبشہ پر اس کی حکمرانی برقرار رہی، ہم اس کے پاس اچھی طرح رہے، یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ ﷺ ابھی تک مکہ ہی میں تھے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی

کی طرف بھیجا، ہم اسی کے قریب آدمی تھے۔ ان میں سے عبداللہ بن مسعود، جعفر، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم شامل تھے، ہم نجاشی کے پاس آئے، قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو تحائف دے کر بھیجا، انہوں نے وہاں پہنچ کر نجاشی کو سجدہ کیا، پھر اس کے دائیں بائیں نظر ڈال کر کہا: ہمارے چچا زادوں کا ایک گروپ آپ کے ملک میں آ گیا ہے، جنہوں نے ہم سے اور ہمارے مذہب سے روگردانی کر لی ہے، نجاشی نے پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ کہا وہ تیرے ملک میں ہیں ان کو بلوائیں، (مسلمانوں کو بلوایا گیا) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے (مسلمانوں سے) کہا: تمہاری طرف سے میں جواب دوں گا، مسلمان حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں (نجاشی کے دربار میں) پہنچے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو سلام کیا سجدہ نہ کیا، درباریوں نے پوچھا: تو نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اللہ عز وجل کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، کہا: کیوں؟ فرمایا: اللہ عز وجل نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ عز وجل کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں اور انہوں نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، عمرو بن عاص نے بادشاہ سے کہا: یہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے بارے میں آپ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا: تم عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) اور ان کی ماں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مسلمانوں نے کہا: وہی جو اللہ عز وجل نے فرمایا ہے: آپ (علیہ السلام) اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اس کنواری، پاک دامن مریم کی طرف القا فرمایا، جسے کسی بشر نے نہیں چھوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نجاشی نے زمین سے تنکا اٹھا کر کہا اے حبشہ والو، دینی رہنماؤ اور پادریو! بہ خدا یہ لوگ اس سے تنکے کے برابر بھی اس میں اضافہ نہیں کرتے جو ہم کہتے ہیں، تمہیں خوش آمدید، اور تم جس کی طرف سے آئے ہو اسے خوش آمدید، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ وہی ہیں جس کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں، یقیناً آپ وہی رسول ہیں جس کی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بشارت دی ہے، جیسا جی چاہے تم رہو۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ پر ملک کی ذمے داری نہ ہوتی میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپ کے جوتے اٹھاتا اور انہیں صاف کرتا اور اس نے قریش کے سفیروں کو تحفے واپس کر دیئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حبشہ سے واپسی میں جلدی کی اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نجاشی کی موت کی خبر ملی آپ نے اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی۔(۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے لئے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ان دو شخصوں میں سے اپنے محبوب ترین شخص سے اسلام کو عزت عطا فرما، ابوجہل یا عمر بن الخطاب سے، اللہ تعالیٰ کے ہاں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ محبوب ترین تھے (کہ ان کو اسلام کی دولت عطا ہوئی)۔(۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کی آب یاری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اسلام قبول کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آڑے آنے کے لئے نکلا، میں نے آپ کو مسجد (الحرام) میں پایا، میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے سورۃ الحاقہ شروع کی، قرآن مجید کی تلاوت نے میرا دل موہ لیا، میں نے (دل میں) کہا بہ خدا یہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں، تب آپ نے یہ آیات پڑھیں:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍO وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَO (۵)

بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے۔ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں، تم بہت کم یقین کرتے ہو۔

میں نے کہا کاہن ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں:

وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَO تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَO وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِO لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِO ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَO فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَO وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَO وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَO وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَO وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِO فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِO (۶)

اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (لیکن) تم بہت کم سمجھتے ہو۔ یہ تو رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ اگر یہ (نبی) ہمارے متعلق کوئی بات اپنی طرف سے کہتے۔ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ اور ان کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ بے شک یہ متقیوں کے لئے نصیحت ہے۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے

بعض جھٹلاتے ہیں۔بے شک یہ کافروں کے حق میں حسرت ہے۔اور بے شک یہ یقیناً حق ہے۔سو آپ اپنے ربِ عظیم کے نام کی تسبیح کرتے رہیے۔

یہ سن کر میرے دل میں اسلام نے گھر کرلیا۔(۷)

سورۃ النجم کی تلاوت اور قریش کا سجدہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور (آیت سجدہ پر) سجدہ کیا، آپ کے پاس جتنے لوگ موجود تھے، سب نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے شخص کے، اس نے مٹی یا کنکریاں ہاتھ میں لے کر، پیشانی تک اٹھائیں اور کہا مجھے یہی کافی ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے حالتِ کفر میں مقتول دیکھا۔(۸)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا، میں نے آپ کے ساتھ سجدہ نہیں کیا، میں اس روز مشرک تھا، (بعد میں) مطلب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں اس سورۃ کا سجدہ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔(۹)

حضرت مطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورۃ النجم پڑھی، آپ نے سجدہ کیا اور جو لوگ آپ کے پاس تھے انہوں نے سجدہ کیا، میں نے سجدہ نہ کیا، اس روز مطلب مسلمان نہ تھے، بعد میں وہ جب بھی کسی سے سورۃ النجم کی قرأت سنتے اس کے ساتھ سجدہ کیا کرتے تھے۔(۱۰)

معجزہ شق القمر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے، یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو۔(۱۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند شق ہوا، یہاں تک کہ میں نے چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ کو دیکھ لیا۔(۱۲)

ابو معمر کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (۱۳)

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔

کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا پہاڑ کے اوپر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ (۱۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے چاند شق ہوا یہاں تک کہ اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے چلا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گواہ رہو۔ (۱۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزے کا سوال کیا تو مکہ میں دو بار چاند شق ہوا۔ ارشاد فرمایا: (۱۶)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ و انْشَقَّ الْقَمَرُO وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّO (۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ دکھانے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دو مرتبہ چاند کا شق ہونا دکھایا۔ (۱۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند شق ہوا۔ (۱۹)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند دو ٹکڑوں میں شق ہو گیا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا اس پہاڑ پر تھا، بعض لوگوں نے کہا: محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے، دوسروں نے کہا: اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو وہ سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے تھے۔ (۲۰)

بطحائے مکہ سونے کا کر دینے کی پیش کش

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ربّ عزّ وجلّ نے میرے لئے بطحائے مکہ کو سونے کا بنا دینے کی پیش کش فرمائی، میں نے عرض کیا نہیں یا ربّ، میں ایک دن شکم سیر اور ایک دن بھوکا رہوں، جب بھوکا ہوں تو تجھے یاد کروں اور تیری بارگاہ میں انکساری کروں، اور جب میں شکم سیر ہوں تو تیری حمد اور شکر کروں۔ (۲۱)

جناب ابوطالب کے پاس قریش کا وفد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش کی ایک

جماعت جن میں ابو جہل بھی شامل تھا ان کے پاس آئی اور کہا: ابو طالب! تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، اور ایسا ایسا کرتا ہے، آپ اسے روکیں، ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا، ابو طالب کے قریب ایک آدمی کی جگہ خالی تھی، ابو جہل کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں نبی ﷺ ابو طالب کے قریب نہ بیٹھیں جس سے چچا کے دل میں نرمی پیدا ہو، وہ کود کر وہاں جا بیٹھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو دروازے کے پاس بیٹھنے کی جگہ ملی، آپ وہاں بیٹھ گئے تو ابو طالب نے کہا: بھتیجے! تیری قوم تیری شکایت کر رہی ہے کہ تم ان کے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہو اور اس اس طرح کہتے اور کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: چچا! میں ان سے صرف ایک ایسے کلمے کا اقرار چاہتا ہوں جس کے سبب اہل عرب ان کے ماتحت ہو جائیں گے اور اہل عجم ان کو جزیہ ادا کریں گے، قریش کے لوگوں نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا: وہ کون سا کلمہ ہے؟ آپ کے باپ کی قسم آپ ایسے دس کلمے بتائیں (ہم ماننے کو تیار ہیں)۔(۲۲)

آپ نے فرمایا: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' یہ سنتے ہی وہ کپڑے جھاڑ کر یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○ ءَ اُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ○ (۲۲/الف)

کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا۔ یقیناً یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ اور ان کے سردار اٹھے کہ یہاں سے چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بیشک اس بات میں آپ کی کوئی غرض ہے۔ ہم نے تو یہ بات پچھلی ملت میں بھی نہیں سنی۔ یہ تو محض گھڑی ہوئی ہے۔ کیا ہم میں سے ان ہی پر نصیحت نازل کی گئی بلکہ یہ لوگ تو میری وحی کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ انہوں نے میرا عذاب چکھا ہی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جناب ابو طالب بیمار ہوئے، قریش ان کی عیادت کو آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی طبع پرسی کو تشریف لائے، ابو طالب کے سرہانے ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی، ابو جہل وہاں جا بیٹھا، لوگوں نے ابو طالب سے کہا: آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کی قوم آپ کی کیوں شکایت کر رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: اے چچا! میں ان سے صرف ایک ایسے کلمے کا مطالبہ کرتا ہوں جس کی بدولت اہل عرب ان کے تابع فرمان ہو جائیں گے اور اہل عجم ان کو جزیہ دیں گے، لوگوں نے پوچھا وہ کون سا کلمہ

ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ'' یہ سن کر وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ: اس نے کئی خداؤں کی جگہ ایک خدا بنا دیا ہے، اور یہ آیات نازل ہوئیں: (۲۳)

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ O بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ O کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ O وَ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَ ھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ وَ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ O اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰـھًا وَّاحِدًا صلے اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ O (۲۴)

قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔ بل کہ کفار تو تکبر اور ضد میں ہیں۔ ہم ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ سو انہوں نے بہت چیخ و پکار کی لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا۔ کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر، جھوٹا ہے۔ کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا۔ یقیناً یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔

تبلیغ میں مشکلات اور مصائب

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ عزّ وجلّ کی راہ میں اتنی تکالیف دی گئیں جو کسی اور کو نہیں دی گئیں، مجھے راہِ خدا میں اتنا ڈرایا گیا جتنا کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا، مجھ پر تین دن رات ایسے بھی گزرے کہ میرے اور میرے گھر والوں کے لئے بس اتنا ہی کھانا ہوتا تھا جسے بلال کی بغل چھپا لیتی تھی۔ (۲۵)

دوسری روایت ہے کہ مجھ پر ایسے تیس دن رات گزرتے تھے کہ میرے اور بلال کے لئے بس اتنا کھانا ہوتا تھا جسے بلال کی بغل چھپا لیتی تھی۔ (۲۶)

ابو طالب کی وفات اور تدفین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کہیں میں آپ کے لئے قیامت کے دن اس کلمے کی شہادت دوں گا، اس نے کہا: اگر قریش مجھے شرمندہ نہ کرتے تو میں اس کلمے سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا: ابو طالب کا انتقال

ہو گیا ہے، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: جاؤ، اسے (قبر میں) چھپا دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: انہوں نے حالتِ شرک وفات پائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اسے چھپا دو، چناں چہ میں اسے (قبر میں) چھپا کر نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ نے مجھ سے فرمایا: غسل کرلو۔ (۲۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ابو طالب کا انتقال ہوا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا آپ کا بوڑھا چچا فوت ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا جاؤ اسے چھپا دو اور میرے پاس آنے سے پہلے اس بارے میں کسی سے بات نہ کرنا، میں اسے (قبر میں) چھپا کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ غسل کرو اور میرے پاس آنے سے پہلے کسی سے کوئی بات نہ کرنا، میں غسل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے لئے ایسی دعائیں کیں جو مجھے سرخ اور سیاہ اونٹوں سے زیادہ پسندیدہ تھیں، اس حدیث کے راوی سدی نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ میت کو غسل دینے کے بعد نہایا کرتے تھے۔ (۲۹)

معاشی مقاطعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) منٰی میں یوم نحر (قربانی کے دن) کی صبح ارشاد فرمایا، ہم کل خیف بنو کنانہ یعنی المحصب میں پڑاؤ کریں گے جہاں قریش اور کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو المطلب کے خلاف ایک دوسرے سے یہ حلف لیا تھا کہ وہ ان سے شادی بیاہ کریں گے نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے کر دیں۔ (۳۰)

مصائب کا اندازہ

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک روز حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک صاحب وہاں سے گزرے اور اس نے کہا: یہ آنکھیں کتنی باسعادت ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے، اللہ کی قسم! ہمیں یہ محبوب ہے کہ آپ نے جو منظر دیکھا ہم بھی دیکھتے اور ہم بھی وہاں حاضر ہوتے جہاں آپ حاضر ہوئے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس شخص کی یہ باتیں سن کر ناراض ہوئے، مجھے حیرت ہوئی کہ اس نے تو اچھی بات کہی ہے، پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: تو نے اس وقت کی تمنا کیوں کی جسے اللہ تعالیٰ نے تیری نظروں سے غائب رکھا، تمہیں کیا معلوم اگر تم اس

وقت میں موجود ہوتے تو تم کن حالات سے دوچار ہوتے، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں میں تشریف لائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے نتھنوں کے بل اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا، انہوں نے آپ کی دعوت کو تسلیم کیا نہ ہی آپ کی تصدیق کی، کیا تم اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے وقت میں دنیا میں لایا ہے کہ تم اپنے رب کو پہچانتے ہو، اپنے نبی ﷺ کے پیغام کی تصدیق کرتے ہو، مصائب و آلام سے دوسرے لوگ دوچار رہے، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو سخت ترین حالات میں مبعوث فرمایا، ایسے حالات کسی پیغمبر علیہ السلام پر نہیں گزرے تھے، آپ کی آمد کا دور فترت اور جاہلیت کا دور تھا، لوگوں کی نظر میں بتوں کی عبادت سے افضل کوئی دین نہ تھا، آپ فرقان لے کر آئے جس سے آپ ﷺ نے حق و باطل میں تفریق کر دی، باپ اور بیٹے میں جدائی ہوگئی، یہاں تک کہ آدمی دیکھتا کہ اس کا والد، بیٹا اور بھائی کافر ہے وہ خود اہل ایمان میں سے ہے، وہ جانتا تھا کہ اگر یہ لوگ اسی حالت میں مر گئے تو جہنم کا ایندھن بنیں گے اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوں گی کہ اسے اپنے پیاروں کے جہنم رسید ہونے کا علم ہوگا، (۳۱) اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اہل ایمان کہتے ہیں:

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ جْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا○ (۳۱/الف)

اور وہ جو دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

درختوں کے پتے کھانا

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں شخص تھا، ہماری خوراک جڑی بوٹیوں کے پتے تھے جس سے ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔ (۳۲)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں آدمی تھا، ہمارا کھانا درختوں کے پتے ہوتے تھے یہاں تک کہ ہماری باچھیں سوج کر زخمی ہوگئیں، مجھے ایک چادر ملی میں نے اسے اپنے اور سعد کے درمیان تقسیم کر دیا، آدھی چادر کا میں نے تہہ بند بنایا اور آدھے ٹکڑے کا سعد نے تہہ بند بنایا، اور آج ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حکمران ہے۔ (۳۳)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور حضرت سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے عقد

حضرت ابو سلمہ اور یحییٰ بیان کرتے ہیں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: کس سے؟ خولہ نے عرض کیا اگر چاہیں تو کنواری سے عقد کرلیں، چاہیں تو مردیدہ خاتون سے نکاح کرلیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کنواری کون ہیں؟ خولہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے آپ کے محبوب ترین شخصیت کی بیٹی عائشہ بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا)، آپ نے دریافت فرمایا: مردیدہ خاتون کون سی ہے؟ کہا: سودہ بن زمعہ (رضی اللہ عنہا) وہ آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کے لائے ہوئے پیغام کی اطاعت گزار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ دونوں کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو، خولہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں آکر کہا: ام رومان! اللہ عزوجل آپ کے گھر میں کس قدر خیر و برکت داخل فرمانے والا ہے، انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ خولہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عائشہ کے لئے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، ام رومان نے کہا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے آنے کا انتظار کرلو، حضرت ابوبکر آ گئے تو خولہ نے کہا: ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر کس قدر خیر و برکت داخل فرمانے والا ہے، انہوں پوچھا: کس طرح؟ کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے لئے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے، کیا عائشہ سے آپ کا نکاح ہوسکتا ہے؟ خولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس گئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات بتائی، آپ نے فرمایا: واپس جاؤ اور اسے جا کر کہو میں تمہارا اور تم میرے اسلام کے اعتبار سے بھائی ہو، تمہاری بیٹی میرے عقد میں آسکتی ہے۔ خولہ نے واپس آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا، انہوں نے کہا: تم انتظار کرو اور خود باہر چلے گئے، ام رومان رضی اللہ عنہا نے بتایا مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لئے عائشہ کا رشتہ مانگا تھا، بخدا ابوبکر نے کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ (وہ معطم سے معلوم کرنے گئے ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مطعم بن عدی کے ہاں گئے، مطعم کے پاس اس کی بیوی ام الفتی بھی موجود تھی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے بارے میں پوچھا) ام الفتی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابن ابی قحافہ! تمہارا خیال ہے کہ اس طرح رشتہ دے کر تم ہمارے بیٹے کو بھی اپنے دین میں داخل کرلو گے (یہ نہیں ہوگا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے پوچھا: تم

کیا کہتے ہو؟ وہ بولا: جو کچھ اس نے کیا ہے میں بھی یہی کہتا ہوں (ہمیں یہ رشتہ نہیں چاہئے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس آ گئے، وعدہ خلافی کے بارے میں ان کا بوجھ اللہ عزوجل نے دور فرما دیا تھا، انہوں نے خولہ کے پاس آ کر کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو آپ میرے ہاں تشریف لے آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ عائشہ کا نکاح کر دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت چھ سال کی تھیں۔

پھر خولہ رضی اللہ عنہا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور کہا: اللہ عزوجل تمھیں کتنی خیر و برکت سے نوازنا چاہتا ہے، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کیسے؟ کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، حضرت سودہ نے کہا: بسر و چشم، تم میرے والد کے پاس جا کر انہیں اس پیغام کے بارے میں بتاؤ، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد بہت بوڑھے ہو گئے تھے، حج کرنے بھی نہیں جا سکے، خولہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس گئیں، دورِ جاہلیت کے مطابق اسے سلام کیا، زمعہ نے پوچھا: کون ہے؟ کہا: خولہ بنت حکیم، پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ کہا: مجھے محمد بن عبداللہ نے سودہ کے لئے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، زمعہ بولا: بہترین برابر کا جوڑ ہے، تمہاری سہیلی (سودہ رضی اللہ عنہا) کیا کہتی ہے؟ خولہ نے کہا: اسے یہ رشتہ پسند ہے، کہا: اسے میرے پاس بلاؤ، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بلائی گئیں، زمعہ نے کہا: بیٹا! خولہ کہتی ہیں کہ اسے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، اور وہ بہترین ہم پلہ رشتہ ہے، کیا تجھے یہ پسند ہے کہ میں اس سے تیرا نکاح کر دوں، سودہ رضی اللہ عنہا نے رضامندی ظاہر کی تو زمعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لئے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لئے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور زمعہ نے آپ سے حضرت سودہ کا نکاح کر دیا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آیا وہ (اس رشتے کا سن کر) اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عبد ابن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ تیری زندگی کی قسم! میں نے اس روز بے وقوفی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سودہ سے نکاح ہو جانے پر اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا۔ (۳۳/الف)

بعد از بعثت حج

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عرفہ کے دن میرا اونٹ گم ہو گیا، میں میدان

عرفات میں اس کی تلاش میں نکلا، میں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا آپ عرفہ کی شام اپنے اونٹ پر سوار لوگوں کے درمیان وقوف فرمارہے تھے، یہ اس دور کی بات ہے جب آپ پر وحی نازل ہو چکی تھی۔ (۳۴)

الجزیرہ کے جن

علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی لیلۃ الجن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ انہوں نے کہا ہم میں سے اس رات کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا، واقعہ یوں ہے کہ ہم نے ایک رات آپ کو موجود نہ پایا تو ہم نے کہا کہ آپ کو قید کرلیا گیا ہے؟ اٹھالیا گیا ہے یا کیا ہوا ہے؟ ہم نے وہ رات بری طرح گزاری، پھر جب صبح ہوئی یا فرمایا سحر کا وقت ہوا، ہم نے آپ کو غارحرا کی طرف سے تشریف لاتے دیکھا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اپنی رات بھر کی پریشانی بیان کی، تو آپ نے فرمایا: میرے پاس جنات کا بلانے والا آیا تھا، میں ان کے پاس گیا اور ان کو قرآن سنایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ہمیں وہاں لے کر گئے اور ان کے نشانات اور ان کی آگوں کے نشانات دکھلائے۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن ابی زائدہ کہتے ہیں وہ الجزیرہ کے جنات تھے۔ (۳۵)

نصیبین کے جن بارگاہِ رسالت میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ نے اپنے چند صحابہ سے فرمایا: تم میں سے ایک ایسا شخص میرے ساتھ کھڑا ہو جس کے دل میں ذرہ برابر کینہ نہ ہو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوا، میں نے برتن ساتھ لیا، میرا خیال تھا اس میں پانی ہوگا، یہاں تک کہ ہم مکہ کے بالائی علاقہ میں پہنچے، میں نے وہاں سائے جمع دیکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے خط کھینچ دیا، پھر فرمایا: تم میرے آنے تک یہیں کھڑے رہو، میں وہاں کھڑا ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سایوں کی طرف تشریف لے گئے، میں نے دیکھا وہ آپ کی طرف ہجوم کررہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات گئے تک ان سے باتیں کرتے رہے، یہاں تک کہ صبح کے وقت میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ابن مسعود! تم برابر کھڑے رہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہی نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے آنے تک کھڑے رہنا (سو میں پوری رات کھڑا رہا) پھر آپ نے فرمایا: تمہارے پاس وضو کا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، میں نے (چمڑے کا) پانی کا برتن کھولا تو اس میں نبیذ تھی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بخدا میں نے یہ سمجھ کر یہ برتن لیا تھا کہ

اس میں پانی ہے لیکن اس میں تو نبیذ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پاکیزہ کھجور اور پاک کرنے والا پانی ہے، پھر آپ نے اس سے وضوفرمایا، جب آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے ان (جنات) میں سے دو شخص آئے اور عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہمیں یہ بات محبوب ہے کہ آپ نماز میں ہماری امامت فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پیچھے صف میں کھڑا کیا اور ہمیں نماز پڑھائی۔

جب ہم واپس ہوئے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کون تھے؟ آپ نے فرمایا: یہ نصیبین کے جن تھے یہ اپنے کسی جھگڑے کا مجھ سے فیصلہ کرانے آئے تھے، انہوں نے مجھ سے زاد (توشے) کا سوال کیا تو میں نے توشہ دیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے پاس کوئی چیز تھی جو آپ نے ان کو عطا فرمائی؟ آپ نے فرمایا: میں نے انہیں لوٹانے کا توشہ دیا ہے، وہ جس لید کو پائیں گے اسے (دوبارہ) جَو پائیں گے اور جس ہڈی کو پائیں گے اسے گوشت والا پائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے اسی لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۳۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنات کی آمد والی رات دو جن پیچھے رہ گئے، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ فجر کی نماز میں شامل ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے پاس پانی نہیں ہے لیکن میرے پاس (چمڑے کے) برتن میں نبیذ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: کھجور پاکیزہ ہے اور پانی خود پاک، پاک کرنے والا ہے۔(۳۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنات کی آمد والی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ارد گرد لکیر کھینچ دی، جن اس طرح نظر آرہے تھے جیسے کھجور کے تنوں کی پرچھائیں ہوتی ہیں، اور آپ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اور آپ ﷺ نے انہیں اللہ عزّ وجلّ کی کتاب پڑھائی (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب جاٹ دیکھے تو فرمایا گویا وہ انہیں جیسے تھے) اور نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: کیا تمہارے پاس نبیذ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ نے اس سے وضوفرمایا۔(۳۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی آمد والی رات میرے پاس تشریف لائے، آپ کے پاس تغیر پذیر ہڈی، اونٹ کی مینگنی اور کوئلہ تھا، آپ نے فرمایا: جب تم بیت الخلاء جاؤ تو ان میں سے کسی چیز سے استنجانہ کرنا۔(۳۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ساتھ لیا، ہم دونوں چلے یہاں تک کہ ہم فلاں فلاں جگہ پہنچے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے لکیر کھینچی اور فرمایا: تم یہاں میرے پیچھے رہو اور اس سے باہر نہ نکلنا، کیوں کہ اگر تم اس لکیر سے باہر نکلو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اسی لکیر کے اندر رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنکری پھینکنے کا فاصلہ یا اس سے قدرے دور تشریف لے گئے، وہاں زط (جاٹوں) جیسے دراز قد، دبلے پتلے کچھ لوگ تھے، ان پر کپڑے تھے نہ ان کی شرم گاہیں نظر آتی تھیں، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجوم کر کے آنے لگے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سناتے رہے، وہ میرے قریب آتے اور دائیں بائیں سے نکل جاتے، میں ان سے بہت خوف زدہ ہوا، جب صبح ہونے لگی وہ جانے لگے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ان کے ہجوم کرنے کی وجہ سے تھکے ہوئے تشریف لائے، اور فرمایا میں تھک چکا ہوں اور آپ نے اپنا سر میری گود میں رکھ دیا۔(۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابتدا میں) جنات کو قرآن سنایا نہ آپ نے ان کو دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ (تبلیغ دین کے لئے) بازار عکاظ کی طرف تشریف لے گئے، اس دوران شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی تھی، اور ان پر شہاب برسائے گئے، شیاطین اپنی قوم کی طرف واپس آئے، انہوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ وہ بولے ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی ہے اور ہم پر شہاب برسائے گئے، انہوں نے کہا تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی نئی چیز آ گئی ہے، زمین کے مشرق و مغرب میں گھوم کر دیکھو ایسا کون سا نیا واقعہ ہوا ہے جو تمہارے اور آسمانی خبروں کے (حصول کے) درمیان حائل ہو گیا ہے، اسی جستجو میں تہامہ کی طرف جانے والے جنات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نخلہ میں دیکھا، آپ عکاظ (مقام نخلہ اور طائف کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں عربوں کا ایک بازار یا میلہ، یہ بازار ذی قعدہ کے آغاز سے ۲۰ ذی قعدہ تک جاری رہتا تھا) کے بازار کی طرف جارہے تھے اور اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے قرآن کی قرأت سنی تو ادھر متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اس وقت جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر جنات کا یہ قول وحی فرمایا:

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا O (۴۱)

اسرا اور معراج

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے اسریٰ کی شب کے بارے میں فرمایا: میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا، میرے پاس آنے والا آیا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا، ان تین کے درمیان والے ہیں، پھر وہ میرے پاس آیا اور یہاں سے یہاں تک میرا سینہ چاک کر کے میرا دل نکالا، حدیث کے راوی قتادہ کہتے ہیں میں نے جارود سے جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے اس کا مطلب پوچھا، تو اس نے بتایا کہ حلق سے ناف تک، پھر ایمان وحکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال لا کر اس سے میرا دل دھویا، پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا، پھر میرے پاس خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا سفید رنگ کا جانور (براق) لایا گیا، وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا، جبریل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم آسمانِ دنیا تک پہنچے، جبریل نے دروازہ کھولنے کا کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریل، کہا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا گیا محمد (ﷺ)، پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، پھر مرحبا کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا، میں وہاں گیا، وہاں آدم علیہ السلام تھے، جبریل نے کہا: یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں، انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا: صالح فرزند اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے، جبریل نے دروازہ کھولنے کو کہا: کہا گیا کون ہے؟ کہا: جبریل، کہا گیا آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد (ﷺ)، کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں، کہا گیا: مرحبا بہترین آنے والے کو خوش آمدید، آپ نے فرمایا: پھر دروازہ کھلا، میں نے وہاں دو خالہ زادوں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو پایا، جبریل نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں ان کو سلام کریں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر اوپر چڑھے یہاں تک کہ تیسرے آسمان تک پہنچے، دروازہ کھولنے کو کہا گیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں، کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو، بہت اچھا آنے والا آیا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا، میں وہاں داخل ہوا وہاں یوسف (علیہ السلام) تھے، جبریل نے کہا: یہ

یوسف (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر اوپر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے، دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، کہا گیا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ بتایا محمد (ﷺ)، پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے، جبریل نے کہا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید، بہترین آنے والا آیا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں گیا وہاں ادریس (علیہ السلام) تھے، جبریل نے کہا: یہ ادریس (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کہا، انھوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کو مرحبا، پھر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے، دروازہ کھولنے کا کہا گیا تو پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل نے کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں، کہا گیا: انہیں خوش آمدید، بہت اچھا آنے والا آیا ہے، پھر دروازہ کھول دیا گیا، جب میں وہاں پہنچا وہاں ہارون (علیہ السلام) موجود تھے، جبریل نے کہا: یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں، انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر اوپر چڑھے، چھٹے آسمان تک پہنچے، دروازہ کھلوانا چاہا، کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل نے کہا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، کہا گیا: آپ کو خوش آمدید، کیا ہی اچھا آنے والا آیا ہے۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا، میں نے وہاں موسیٰ علیہ السلام کو پایا، جبریل نے کہا: یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں، انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے، اُن سے کہا گیا: آپ کس بات پر روئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس بات پر کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث کیا گیا ہے لیکن میری امت کی نسبت ان کے زیادہ امتی جنت میں داخل ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر ہم اوپر چڑھے اور ساتویں آسمان تک پہنچے، دروازہ کھولنے کو کہا، کہا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل نے بتایا: محمد (ﷺ)، پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا: ہاں، مرحبا اور خوش آمدید کہہ کر دروازہ کھول دیا گیا، وہاں داخل ہو کر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو پایا، جبریل نے کہا: یہ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں انہیں سلام کریں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھ پر سدرۃ المنتہیٰ کو ظاہر کیا گیا، اس کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے، جبریل (علیہ السلام) نے کہا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے، وہاں چار نہریں تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کیا ہیں؟ جبریل نے بتایا: باطنی نہریں جنت کی ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھ پر بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا۔

قتادہ کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور کو ملاحظہ فرمایا اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، پھر انہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میرے پاس شراب، دودھ اور شہد کے برتن لائے گئے، میں نے دودھ لے لیا، جبریل (علیہ السلام) نے کہا: یہی فطرت ہے، آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں واپس لوٹا میرا گزر موسیٰ علیہ السلام سے ہوا، انہوں نے پوچھا: آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں، انہوں نے کہا: آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور نبی اسرائیل کے ساتھ بڑی کوشش کر چکا ہوں آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں واپس گیا تو مجھ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں، آپ نے فرمایا: میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے پوچھا: کیا حکم ہوا؟ میں نے بتایا: روزانہ چالیس نمازیں، انہوں نے کہا: آپ کی امت روزانہ چالیس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، میں آپ سے قبل لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ بہت کوشش کر چکا ہوں آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں واپس گیا اور دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے پوچھا: آپ کو کیا حکم ہوا ہے؟ میں نے بتایا: مجھے روزانہ تیس نمازوں کا حکم ہوا ہے، انہوں نے کہا: آپ کی امت روزانہ تیس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ بہت کوشش کر چکا ہوں اپنے رب کے واپس جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں واپس گیا اور دس نمازیں مزید کم کر دی گئیں، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے دریافت کیا: اب آپ کو کیا حکم فرمایا گیا ہے؟ میں نے بتایا روزانہ بیس

نمازوں کا حکم ہوا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت روزانہ بیس نمازیں نہیں پڑھ پائے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ پوری کوشش کر چکا ہوں، اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں واپس گیا اور روزانہ دس نمازوں کا حکم لے کر لوٹا، موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا ان کے سوال کرنے پر بتایا کہ روزانہ دس نمازوں کا حکم ملا ہے، انہوں نے فرمایا: آپ کی امت روزانہ دس نمازیں بھی نہیں ادا کر سکے گی میں آپ کی آمد سے قبل لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنو اسرائیل کے ساتھ پوری پوری کوشش کر چکا ہوں، آپ پھر اپنے رب کے حضور حاضر ہوں اور اپنی امت کے لئے مزید تخفیف کا سوال کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پھر واپس ہوا تو مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم فرمایا گیا، میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر فرمایا آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی کوشش کر چکا ہوں، واپس اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی امت کے لئے مزید تخفیف کی درخواست کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا: میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ درخواست کی ہے کہ آپ مجھے مزید سوال کرنے سے شرم آتی ہے، میں ان پانچ نمازوں پر راضی ہوں اور سر تسلیم خم کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: پھر جب میں آگے بڑھا تو پکارنے والے نے فرمایا: میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرما دی۔(۴۲)

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کعبے کے پاس نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا: ان تین میں سے ایک، پھر مالک نے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ہمارے سامنے بیت المعمور لایا گیا، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب وہاں سے باہر آتے ہیں پھر واپس نہیں آتے، پھر سدرۃ المنتہیٰ میرے سامنے کیا گیا، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔اس حدیث کے آخر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب عزوجل کے حضور بار بار جاتا رہا یہاں تک کہ مجھے شرم محسوس ہوئی، میں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا اب میں نہیں جاؤں گا، میں پانچ نمازوں پر راضی ہوں اور سر تسلیم خم کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: جب میں موسیٰ علیہ السلام سے آگے بڑھا آواز آئی: میں نے اپنے بندوں پر تخفیف فرمائی اور اپنے فرائض جاری کر دیئے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر مقرر فرما دیا۔(۴۳)

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں

بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میرے پاس ایمان اور حکمت سے لبریز سونے کا تھال لایا گیا، حلقوم سے ناف تک میرا سینہ چاک کیا گیا، انہوں نے میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر اسے ایمان اور حکمت سے بھر دیا، پھر میرے پاس خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا جانور لایا گیا، میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوا، ہم آسمانِ دنیا پر آئے، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ بتایا گیا محمد (ﷺ) پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، کہا گیا: انہیں خوش آمدید، بہت اچھا آنے والا آیا ہے (پہلے آسمان پر) میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام کہا، انہوں نے فرمایا: میرے بیٹے اور نبی آپ کو خوش آمدید، پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے، پوچھا گیا کون ہے؟ بتایا گیا: جبریل، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: محمد (ﷺ) وہی سوال اور جواب ہوئے، میں (دوسرے آسمان پر) حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا انہیں سلام کہا، انہوں نے کہا: بھائی اور نبی آپ کو خوش آمدید، پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے وہاں بھی وہی سوال جواب ہوئے، یہاں میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا انہیں سلام کہا، انہوں نے کہا: بھائی اور نبی آپ کو خوش آمدید، پھر اسی طرح میں چوتھے آسمان پر آیا، وہاں میں ادریس علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا، انہوں نے کہا: بھائی اور نبی آپ کو خوش آمدید، پھر اسی طرح میں پانچویں آسمان پر آیا، وہاں میری ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے بھائی اور نبی کہہ کر مرحبا کہا، پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں وہی سوال جواب ہوئے، (چھٹے آسمان پر) میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا میں نے انہیں سلام کہا انہوں نے فرمایا: بھائی اور نبی آپ کو خوش آمدید، جب میں وہاں سے آگے بڑھا موسیٰ علیہ السلام رو پڑے، ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اے میرے رب! اس نوجوان کو تو نے میرے بعد مبعوث فرمایا اور میری امت سے زیادہ اور افضل ان کی امت کے لوگ جنت میں جائیں گے، پھر اسی طرح ہم ساتویں آسمان پر آئے، میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا، انہوں نے مجھے بیٹا اور نبی کہہ کر خوش آمدید کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میرے لئے بیت المعمور کو بلند کیا گیا، میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا، انہوں نے بتایا: یہ بیت المعمور ہے، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب وہ اس سے باہر نکلتے ہیں ان کو دوبارہ یہاں حاضری کا موقع نہیں ملتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے لایا گیا اس کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اس کی جڑ میں چار نہریں تھیں دو باطنی اور دو

ظاہری، میں نے جبریل سے سوال کیا تو انہوں نے بتایا: دو باطنی نہریں جنت کی ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے دریافت کیا، میں نے بتایا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں، انہوں نے فرمایا: میں لوگوں کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں، میں نے بنو اسرائیل کے ساتھ بڑی کوشش کی ہے، آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں ادا کر سکے گی، اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور نمازوں میں تخفیف کا سوال کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب عز وجل کے حضور لوٹ کر گیا اور تخفیف کا سوال کیا، میرے رب نے چالیس نمازیں کر دیں، میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا ان کے دریافت کرنے پر میں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے چالیس نمازیں کر دی ہیں، انہوں نے پھر پہلے کی طرح گفتگو کی اور میں لوٹ کر پھر اپنے رب عز وجل کے حضور حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے تیس نمازیں کر دیں، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، آپ کو بتایا، انہوں نے پھر پہلے کی طرح مجھے واپس جا کر تخفیف کا سوال کرنے کا مشورہ دیا، میں لوٹ کر اپنے رب عز وجل کے حضور حاضر ہوا، اللہ تعالیٰ نے میرے بار بار لوٹنے پر نمازیں بیس، پھر دس، پھر پانچ کر دیں، میں نے موسیٰ علیہ السلام کو آ کر بتایا، انہوں نے پھر پہلے کی طرح واپس لوٹ کر نمازوں میں تخفیف کا سوال کرنے کو کہا تو میں نے کہا: اب مجھے واپس جاتے ہوئے اپنے رب عز وجل سے شرم آتی ہے، اس وقت آواز آئی، میں نے اپنا فریضہ جاری فرما دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرما دی اور میں ہر نیکی کی جزا دس گنا دوں گا۔ (۴۴)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی، جبریل علیہ السلام اترے انہوں نے میرے سینے کو چیرا، اسے آب زمزم سے دھویا، پھر سونے کا تھال لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا اور اسے میرے سینے میں انڈیل کر اسے بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف چڑھے، جب آسمان دنیا تک پہنچے اسے کھولنے کا کہا، پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں، پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، دروازہ کھل گیا، جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے ایک آدمی کو دیکھا جن کے دائیں اور بائیں کثیر تعداد میں روحیں موجود تھیں، جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب اپنی بائیں جانب نظر کرتے تو رو پڑتے، انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو مرحبا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے

جبریل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں یہ کثیر روحیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں، جب آپ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں جانب دیکھ کر روتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جبریل مجھے لے کر اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان تک پہنچے، آسمان کے محافظ سے کہا دروازہ کھولو، اس آسمان کے محافظ نے بھی آسمانِ دنیا والے سوال کئے پھر درواز کھول دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰاۃ والسلام کو پایا، حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے ان کے منازل کی تفصیل نہیں بتائی، البتہ یہ بتایا کہ آپ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر پایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں، آپ نے فرمایا: پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے صالح نبی اور صالح بھائی کہہ کر مجھے مرحبا کہا، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کہا: موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا: آپ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، آپ نے فرمایا: پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے کہا: صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اس حدیث کے راوی ابن شہاب کہتے ہیں مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابوحبہ الانصاری رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک مسطح جگہ پہنچا جہاں مجھے قلموں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔

حضرت ابن حزم اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں یہ حکم لے کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا: آپ کے رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی ہے، میں نے کہا: ان پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا: اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں کیوں کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی

بارگاہ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ کم فرمادیا، میں نے واپس آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا، انہوں نے پھر کہا: اپنے رب کے پاس جایئے، آپ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کرسکے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا (گنتی میں) پانچ ہیں اور (اجروثواب میں) پچاس ہیں، میرا قول بدلتا نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر کہا: اپنے رب کے حضور لوٹ کر جائیں، میں نے کہا: مجھے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے شرم آتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، اسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا، مجھے نہیں معلوم وہ کیا تھے، آپ نے فرمایا پھر میں جنت میں داخل ہوا اس میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔ (۴۵)

زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ حضرت محمد ﷺ کی اسریٰ کی رات کے بارے میں بتاتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یا ہم بیت المقدس میں آئے اور وہ اس میں داخل نہیں ہوئے، زر کہتے ہیں میں نے کہا بلکہ اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میری بات سنی تو فرمایا: گنجے! تمہارا کیا نام ہے، میں تمہاری شکل تو پہچانتا ہوں لیکن تمہارا نام نہیں جانتا، میں نے کہا: میں زر بن حبیش ہوں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں کیسے علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسریٰ کی شب بیت المقدس میں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: مجھے قرآن اس کی خبر دے رہا ہے، انہوں نے فرمایا: قرآن کے حوالے سے بات کرنے والا کامیاب ہوا، پڑھو، میں نے پڑھا:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ (۴۵/الف)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی۔

انہوں نے کہا: میں نے تو اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المقدس میں نماز پڑھنا نہیں پایا، اے گنجے! کیا تو نے اس آیت میں یہ بات پائی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی، اگر آپ نے وہاں نماز پڑھی ہوتی تو تم پر بھی بیت اللہ کی طرح بیت المقدس میں نماز پڑھنا فرض ہو جاتا، اللہ کی قسم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام براق پر سوار رہے یہاں تک کہ ان کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا، انہوں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا، پھر دونوں وہاں واپس آئے جہاں سے سفر شروع کیا تھا، زر بن حبیش کہتے ہیں پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس قدر ہنسے کہ میں نے ان کی داڑھیں دیکھ لیں، اور فرمایا: لوگ کہتے ہیں آپ ﷺ نے براق کو باندھ دیا تھا تاکہ وہ بھاگ نہ جائے، حال آں کہ براق کو غیب وشہادت کے جاننے والے اللہ نے آپ کے لئے مسخر کر دیا تھا (تو اس کے بھاگ جانے کا کیا مطلب؟) میں نے پوچھا: ابوعبداللہ! براق کیسا جانور تھا؟ انہوں نے فرمایا: وہ طویل سفید جانور تھا، اس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ (۴۶)

زر بن حُبیش کہتے ہیں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید دراز جانور تھا، اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا، میں اور جبریل برابر اس پر سوار رہے یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچا، پھر ہمارے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا، حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی، زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا: ہاں آپ نے نماز پڑھی ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گنجے! تیرا کیا نام ہے میں تیری شکل تو پہچانتا ہوں تیرا نام مجھے معلوم نہیں ہے، میں نے کہا: میں زر بن حُبیش ہوں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے وہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ○ (۴۷)
>
> پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی، جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی (اللہ) سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس سے آپ کا وہاں نماز پڑھنا معلوم ہوتا ہے؟ اگر آپ وہاں نماز پڑھتے تو تم مسجد الحرام کی طرح وہاں بھی نماز پڑھتے۔

زر بن حبیش نے کہا: حضور ﷺ نے اپنے جانور کو اس حلقے سے باندھا جس سے انبیاء علیہم السلام اپنے سواری کے جانور باندھتے تھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ (براق) چلا نہ جائے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمایا تھا۔ (۴۸)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسریٰ کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے، انہوں نے جبریل سے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے جواب دیا: یہ محمد (ﷺ) ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: آپ اپنی امت کو حکم فرمائیں جنت میں کثرت سے درخت لگائیں، کیوں کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور اس کی زمین وسیع ہے، حضور ﷺ نے پوچھا: جنت کے درخت کیا ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: **لا حول و لا قوۃ الا باللہ**۔ (۴۹)

مشاہدات

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی، جبریل اترے، انہوں نے میرا سینہ چیر کر اسے آب زمزم سے دھویا، پھر وہ ایمان وحکمت سے لبریز سونے کا تھال لائے، اسے میرے سینے میں انڈیل کر سینہ پہلے کی طرح کر دیا۔ (۵۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسریٰ کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا، اس پر زین رکھی تھی اور اسے لگام ڈالی گئی تھی، تاکہ آپ ﷺ اس پر سوار ہوں، براق نے مشکل پیدا کی تو جبریل نے اسے کہا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اللہ کی قسم! تجھ پر ایسا کوئی سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ سے زیادہ باعزت ہو۔ براق (یہ سن کر) پسینے پسینے ہوگیا۔ (۵۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں نماز پڑھتے ہوئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسریٰ کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، میں نے دیکھا: وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ دوسری روایت میں ہے سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ (۵۲)

جبریل علیہ السلام اپنی اصل شکل میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ **ما کذب الفؤاد ما رایٰ** کی تفسیر میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو ایسے پروں کے لباس میں دیکھا جس نے زمین و آسمان کے درمیانی حصے کو بھر دیا تھا۔ (۵۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیات کریمہ: ''و لقد راٰہ نزلۃ اُخریٰO عند سدرۃ المنتھیٰO کی تفسیر میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جبریل کو دیکھا اس کے چھ سو پَر تھے اور ہر پَر سے یاقوت اور موتی جڑے تھے۔(۵۴)

مسجد اقصیٰ میں نماز

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے، نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے، آپ ادھر اُدھر متوجہ ہوئے تو آپ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا، جب آپ واپس پلٹے آپ کے پاس دو پیالے لائے گئے، ایک دائیں جانب دوسرا بائیں جانب، ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا، آپ نے دودھ لے کر نوش فرمایا، جس نے پیالہ لیا ہوا تھا اس نے کہا: آپ نے فطرت کے مطابق کیا۔(۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسریٰ کی شب میں نے بیت المقدس میں وہیں قدم رکھا جہاں انبیائے کرام قدم رکھتے ہیں، میں نے عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو دیکھا آپ لوگوں میں عروہ بن مسعود سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور میں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا آپ قبیلۂ شنوءہ کے افراد سے ملتی جلتی شکل وشباہت رکھتے ہیں، اور میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو دیکھا وہ تمہارے ساتھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی) سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔(۵۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ان حدیث کے آخر میں ہے: میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا وہ دحیہ سے قریبی مشابہت رکھتے ہیں۔(۵۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم (حضرت موسیٰ) اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو دیکھا، عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ، گھنگریالے بالوں اور کشادہ سینے والے تھے، موسیٰ علیہ السلام جسیم تھے، صحابہ نے پوچھا اور ابراہیم علیہ السلام؟ آپ نے فرمایا: مجھے دیکھ لو۔(۵۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسریٰ کی رات میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، آپ دراز قامت، گندم گوں رنگت اور گھنگریالے بالوں والے تھے، گویا وہ شنوءہ کے مردوں میں سے تھے، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو دیکھا وہ

درمیانہ قد وقامت کے گورے چٹے، سیدھے بالوں والے تھے۔(۵۹)

آپ نے فطرت کو پالیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسریٰ کی رات میرے پاس دودھ اور شراب کے دو پیالے لائے گئے، میں نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لیا، جبریل نے کہا: اللہ کی حمد ہے جس نے آپ کی فطرت کی راہ نمائی فرمائی، اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گم راہ ہو جاتی۔(۶۰)

جنت اور دوزخ کے مناظر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسریٰ کی رات اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک طرف سے آواز سنی، آپ نے جبریل سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بلال مؤذن کی آواز ہے، نبی ﷺ جب لوگوں کے پاس آئے تو فرمایا: بلال کام یاب ہوئے، میں نے اس کے لئے اس اس طرح دیکھا ہے، پھر فرمایا: میری موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور کہا نبی امی کو مرحبا، وہ گندم گوں، دراز قامت انسان تھے، ان کے بال کانوں کی لَو تک یا اس سے اوپر تھے، نبی ﷺ نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں وہاں سے گزرے تو آپ کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا، آپ نے جبریل سے کہا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، آگے گئے تو آپ کی ملاقات ایک بارعب، جلیل القدر بزرگ شخصیت سے ہوئی، انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور سلام کیا، سب انبیائے کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کو سلام کہا، آپ نے جبریل سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کے والد ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں پھر آپ نے آگ میں دیکھا کچھ لوگ مردار کھا رہے ہیں، آپ نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے (غیبت کرتے تھے) آپ نے گھنگریالے بالوں، نیلی آنکھوں والے سرخ رنگ کے بکھرے بالوں والے آدمی کو (جہنم میں) دیکھ کر جبریل سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ (حضرت صالح علیہ السلام کو بہ طور معجزہ دی گئی) اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا شخص ہے۔(۶۱)

حضرت سمرہ بن جندب الفزاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا وہ بیان کرتا، ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: رات میرے پاس دو آنے والے آئے، انہوں نے مجھے جگایا اور کہا: چلئے، میں ان کے ساتھ روانہ ہوا، ہم ایک ایسے شخص پر آئے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا اس کے پاس چٹان لئے کھڑا تھا، وہ اس کے سر پر چٹان گرا کر اس کا سر کچل دیتا، پتھر وہاں سے لڑھکتا وہ آگے بڑھ کر پتھر کو اٹھا لیتا، اس کے واپس آنے تک تک۔اس آدمی کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا، وہ پھر پہلے کی طرح چٹان گرا کر اس کے سر کو کچل دیتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ آنے والوں نے مجھے کہا: چلیں، چلیں، میں ان کے ساتھ چل پڑا، پھر ہم ایسے آدمی پر آئے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص لوہے کا زنبور لئے کھڑا تھا، وہ لیٹے ہوئے شخص کے چہرے کے ایک طرف سے آ کر اس کی باچھیں، حلق اور آنکھیں اس کی گدی تک نوچ لیتا تھا، پھر وہ اس کے دوسری طرف آتا تھا، اور اسی طرح کرتا تھا جس طرح اس نے چہرے کے پہلے حصے کے ساتھ کیا تھا، جونہی وہ فارغ ہوتا تھا، اس آدمی کے چہرے کی پہلی جانب صحیح ہو جاتی تھی، وہ پھر اس کے ساتھ وہی کچھ کرتا تھا جو اس نے پہلے کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ فرشتے بولے: آپ چلیں، چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آگے بڑھے اور تنور جیسی ایک جگہ پر آئے جس سے شور اور چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں، میں نے دیکھا اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں، ان کے نیچے سے آگ کے شعلے بھڑکتے، وہ ان شعلوں سے چیخ و پکار کرتے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ آنے والے دونوں نے مجھ سے کہا: آپ چلیں، چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آگے چلے تو ہم خون کی طرح سرخ ایک نہر پر آئے، ہم نے دیکھا اس میں ایک آدمی تیر رہا ہے، پھر ایک صاحب کے پاس آتا ہے جس نے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ اس کا منہ کھول کر اس میں ایک ایک کر کے پتھر ڈالتا ہے، پہلا آدمی چلا جاتا ہے اور نہر میں تیرنے لگتا ہے، پھر وہ واپس اس کی طرف آتا ہے وہ پھر اسی طرح اس کا منہ کھول کر اس میں پتھر ڈالتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ چلیں، چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آگے چلے اور ایک ایسے بدصورت آدمی کے پاس آئے کہ اس سے بدصورت آدمی تم نے نہیں دیکھا ہوگا، وہ آگ کے پاس تھا جسے وہ مزید بھڑکانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا، میں نے ان دو سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ چلیں، چلیں۔

آپ نے فرمایا: پھر ہم چلے اور ایسے سرسبز و شاداب باغ پر پہنچے جس میں ہر طرف بہار کا سماں تھا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باغ میں ایک نہایت دراز قد صاحب کھڑے تھے جن کی طویل قامتی کی وجہ سے ان کا سر بہت اونچا تھا، اس صاحب کے پاس بہت سے بچے موجود تھے، میں نے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں اور یہ بچے کیسے ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا: چلئے، چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک ہم ایک عظیم الشان خیمے کے پاس پہنچے، میں نے اس سے بڑا اور خوب صورت خیمہ نہیں دیکھا، انہوں نے مجھے کہا: اس میں چڑھیں، ہم اس میں چڑھے تو ایک ایسے شہر میں پہنچے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی تھی، ہم شہر کے دروازے پر آئے، ہم نے دروازہ کھلوایا، دروازہ کھول دیا گیا تو ہم نے اس میں ایسے لوگ دیکھے جن کے جسم کا آدھا حصہ نہایت حسین تھا اور آدھا حصہ نہایت بدصورت تھا، ان دو صاحبوں نے ان لوگوں سے کہا: جاؤ اس نہر میں داخل ہو جاؤ، میں نے دیکھا چھوٹی سی نہر بہہ رہی ہے جس کا پانی نہایت سفید تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ گئے اور نہر میں داخل ہوئے پھر وہ ہمارے پاس واپس آئے تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی اور وہ حسین ترین شکل میں تھے، ان دو آنے والوں نے مجھے بتایا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی رہائش گاہ ہے، میں نے نگاہ اٹھا کر اوپر دیکھا تو مجھے سفید محل نظر آیا، انہوں نے مجھ سے کہا یہ آپ کا محل ہے، میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکتوں سے نوازے، مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اس محل میں داخل ہو جاؤں، انہوں نے کہا آپ نے یہاں تشریف فرما ہونا ہے لیکن ابھی نہیں، میں نے کہا: میں نے آج رات عجیب مناظر دیکھے ہیں یہ سب کیا تھے؟ ان دو آنے والوں نے کہا: ہم آپ کو بتاتے ہیں: وہ شخص جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ ایسا شخص ہے جس نے قرآن مجید پڑھ کر اسے چھوڑ دیا اور فرض نمازوں سے سو جاتا ہے (نمازیں نہیں پڑھتا) جس آدمی کو آپ نے دیکھا کہ اس کی باچھیں، آنکھیں اور حلقوم گدی کی طرف نوچے اور چیرے جا رہے ہیں وہ ایسا جھوٹا شخص ہے جس کا جھوٹ آسمان کے کناروں تک پھیل جاتا ہے، اور آپ نے تنور جیسی جگہ میں جن ننگے مردوں اور عورتوں کو دیکھا ہے وہ زنا کار مرد اور عورتیں ہیں اور جس آدمی کو آپ نے نہر میں تیرتے اور پتھر کھاتے دیکھا وہ سود خور ہے۔

اور جس کریہہ المنظر آدمی کو آپ نے آگ بھڑکاتے ہوئے دیکھا وہ مالک، جہنم کا داروغہ ہے آپ نے باغ میں جس دراز قد انسان کو دیکھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کے اردگرد وہ بچے ہیں جن کی موت دین فطرت پر ہوئی ہے، کسی مسلمان نے سوال کیا یا رسول اللہ! اور مشرکوں کے بچے؟ (وہ کہاں ہوں گے؟) آپ نے فرمایا: اور مشرکوں کے بچے، اور وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ خوب صورت اور دوسرا حصہ بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کئے، پھر اللہ تعالیٰ نے

ان سے درگزر فرمایا۔(۶۲)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسریٰ کی رات ایسے آدمی کو دیکھا جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر کھا رہا تھا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا: یہ سود کھانے والا ہے۔(۶۳)

جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا کہ میں نے وہاں سونے کا محل دیکھا، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: قریش کے ایک جوان کا، میں سمجھا وہ جوان میں ہوں گا، انہوں نے بتایا: یہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے لئے ہے۔(۶۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں سونے کا محل دیکھا، میں نے دریافت کیا: یہ کس کے لئے ہے؟ کہا: قریش کے ایک جوان کے لئے ہے، میں سمجھا وہ میرے لئے ہے، لیکن وہ عمر بن الخطاب کے لئے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوحفص! (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مجھے اس محل میں داخل ہونے سے تمہاری غیرت نے روک دیا، راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کسی پر غیرت کروں لیکن آپ پر غیرت نہیں کرتا۔(۶۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی سیر کے دوران میں نے ایک محل دیکھ کر جبریل سے پوچھا: یہ کس کے لئے ہے؟ مجھے امید تھی یہ میرے لئے ہوگا، جبریل نے کہا: عمر کے لئے، پھر گھڑی بھر سیر کے بعد میں نے پہلے محل سے عمدہ ایک اور محل دیکھ کر جبریل سے دریافت کیا: یہ محل کس کے لئے ہے؟ مجھے اپنے لئے توقع تھی، جبریل نے بتایا: یہ عمر کے لئے ہے، ابو حفص! اس محل میں بڑی آنکھوں والی حوریں تھیں، میں تمہاری غیرت کی وجہ سے اس محل میں داخل نہیں ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! میں غیرت مند ہوں مگر آپ پر غیرت نہیں کرتا۔(۶۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا، میں نے اس میں محل یا فرمایا گھر ملاحظہ فرمایا اور اس میں آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ محل کس کے لئے

ہے؟ مجھے بتایا گیا: عمر کے لئے ہے، میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ابوحفص! مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور بولے یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کرتا؟۔ (۶۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت میں سفید محل دیکھا جس کے پاس ایک لڑکی موجود تھی، میں نے جبریل سے پوچھا: یہ محل کس کے لئے ہے؟ کہا: عمر بن الخطاب کے لئے ہے، میں نے اس کے اندر داخل ہو کر اسے دیکھنے کا ارادہ کیا تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟ (۶۸)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت میں اپنے آگے آواز (آہٹ) سنی، میں نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بلال ہے۔ (۶۹)

حضرت رمیصاء رضی اللہ عنہا کی آواز

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ آواز کیسی ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ رمیصاء بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) کی آواز ہے۔ (۷۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں میں نے ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا۔ (۷۱)

بے عمل خطیب

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسریٰ کی شب میرا ایسے لوگوں سے گزر ا ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ کہا: یہ آپ کی امت کے دنیا دار خطیب ہیں، یہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں، حال آں کہ وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں کیا وہ عقل نہیں رکھتے۔ (۷۲)

غیبت کرنے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میرے رب عزّ وجل نے مجھے معراج کرائی میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو بری طرح نوچ رہے تھے، میں نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے (ان کی غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزتوں کے درپے رہتے تھے۔ (۳/۷)

فرعون کی بیٹی کا بناؤ سنگھار کرنے والی خاتون

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات میں مجھے سیر کرائی گئی مجھے پاکیزہ خوش بو آئی، میں نے جبریل سے کہا: یہ خوش بو کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: یہ فرعون کی بیٹی اور اس کی اولاد کی کنگھی چوٹی کرنے والی کی خوش بو ہے۔ میں نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ جبریل (علیہ السلام) نے بتایا یہ خاتون ایک دن فرعون کی بیٹی کی کنگھی چوٹی کر رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی، اس نے کہا: بسم اللہ، فرعون کی بیٹی نے کہا: میرے والد کے نام سے، کہا نہیں، لیکن میرا اور تمہارے والد کا رب اللہ ہے، فرعون کی بیٹی نے کہا: میں اپنے والد کو یہ بات بتا دوں؟ کہا: ہاں، اس نے اپنے والد کو یہ بات بتا دی، فرعون نے اس سے پوچھا: کیا تمہارا میرے علاوہ رب ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میرا اور تیرا رب اللہ ہے، فرعون نے تانبے کی گائے نما دیگ گرم کرنے کا حکم دیا وہ گرم کر لی گئی تو اس نے حکم دیا کہ اس میں اسے اور اس کے بچوں کو ڈالا جائے، اس خاتون نے فرعون سے کہا: میری آپ سے ایک ضرورت ہے، فرعون نے کہا: کیا ضرورت ہے؟ خاتون نے کہا: میں چاہتی ہوں میری اور میرے بچوں کی ہڈیوں کو اکٹھا کر کے ہمیں دفن کر دیا جائے، فرعون نے کہا: یہ ہم پر تمہارا حق رہا، جبریل علیہ السلام نے بتایا پھر فرعون نے اس کے بچوں کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں اس کے سامنے ایک ایک کر کے گرم دیگ میں ڈالا جائے، یہاں تک کہ اس کا دودھ پیتا بچہ باقی رہا، گویا اس بچے کی وجہ سے اس کی ہمت جواب دینے لگی تو اس بچے نے کہا: امی! دیگ میں داخل ہو جاؤ، کیوں کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے، چناں چہ وہ خاتون بھی دیگ میں داخل ہو گئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ چار بچوں نے کلام کیا ہے، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، (عابد) جریج سے منسوب بچہ، حضرت یوسف علیہ السلام کی (عفت کی) گواہی دینے والا بچہ

اور فرعون کی بیٹی کی کنگھی چوٹی کرنے والی خاتون کا بچہ۔(۷۴)

نہر کوثر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی سیر کے دوران میں نے ایسی نہر دیکھی جس کے کنارے کھوکھلے موتی کے تھے، میں نے پوچھا: جبریل یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ کوثر ہے جو آپ کے رب عزوجل نے آپ کو عطا فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے (اس میں) ہاتھ ڈالا تو اس کی مٹی تیز مہکتی ہوئی مشک کی تھی۔(۷۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی سیر کے دوران مجھے ایک نہر دکھائی گئی جس کے دونوں کنارے کھوکھلے موتی کے خیموں والے تھے، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمائی ہے، آپ نے فرمایا: فرشتے نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو اس کی مٹی سے تیز مہکتی ہوئی مشک نکالی۔(۷۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ ''انا اعطینك الکوثر'' (یقیناً ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی) تلاوت کی اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کوثر عطا ہوا، وہ جاری نہر ہے جس میں کوئی شگاف نہیں، اس کے دونوں کنارے موتی کے خیموں کے ہیں، میں نے اس کی مٹی ہاتھ میں لی تو وہ تیز مہکتی ہوئی مشک کی تھی اور اس کی کنکریاں موتیوں کی تھیں۔(۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت میں داخل ہو کر ایک جاری نہر کو دیکھا جس کے دونوں کنارے موتی کے خیموں والے تھے، میں نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا اس کی زمین تیز مہک وار مشک کی تھی، میں نے جبریل سے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔(۷۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر ہے جس کے کنارے سونے کے ہیں، اس کا پانی موتیوں پر رواں ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔(۷۹)

سود خور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسریٰ کی رات جب ہم ساتویں آسمان تک پہنچے میں نے اپنے اوپر دیکھا وہاں گرج، بجلی کی چمک اور کڑک دار آوازیں

تھیں، پھر میں ایسے لوگوں پر آیا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے، ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آ رہے تھے، میں نے جبریل سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ سود کھانے والے ہیں، پھر جب میں آسمانِ دنیا کی طرف واپس آیا میں نے اپنے نیچے دیکھا وہاں گرد و غبار، دھواں اور شور کی آوازیں تھیں، میں نے جبریل سے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ شیاطین ہیں جو انسانوں کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹیں ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ آسمانوں اور زمین کی اللہ کی عظیم سلطنت میں غور و فکر نہ کریں، اگر یہ نہ ہو تو بنو آدم (علوی) عجائبات کا نظارہ کریں۔ (۸۰)

سدرۃ المنتہیٰ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا، اس کے بیر مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے، جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے جس چیز نے ڈھانپ لیا تو وہ یاقوت، زمرد یا اس جیسی چیزوں سے بدل گئے۔ (۸۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساتویں آسمان میں مَیں نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے، اس کی جڑ سے دو ظاہری اور دو باطنی دریا نکل رہے تھے، میں نے جبریل سے دریافت کیا، یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا: باطنی دریا جنت کے ہیں اور ظاہری دریا نیل اور فرات ہیں۔ (۸۲)

تین عطائیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، یہ چھٹے آسمان میں ہے، زمین سے اوپر لے جائی جانے والی چیزیں وہاں لے لی جاتی ہیں اور اوپر سے نیچے آنے والی چیزیں وہاں حاصل کر لی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: **اذ یغشی السدرۃ ما یغشی** سے مراد سونے کے پروانے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیز عطا فرمائی گئیں، پانچ نمازیں، سورۃ البقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت کے ہر اس فرد کے لئے مغفرت جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ (۸۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: تمہارے نبی ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں،

آپ نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں پانچ کردیں۔(۸۴)

نمازوں کی رکعات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نماز دو دو رکعت فرض کی گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی نماز میں اضافہ فرمادیا اور سفر کی نماز اسی طرح (دو رکعت) رہنے دی۔(۸۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی دو رکعات فرض کی گئیں، مغرب کی تین رکعات فرض تھیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ظہر، عصر اور عشاء کی گھر میں چار چار رکعات اور سفر میں پہلے کی طرح دو دو رکعات کردیں۔(۸۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مکہ میں دو دو رکعت نماز فرض کی گئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ہر نماز کے ساتھ دو دو رکعت کا اضافہ فرمادیا، مغرب کی تین ہی رکعتیں رہیں کہ وہ دن کا وتر ہیں اور نماز فجر کو طویل قرأت کی وجہ سے اسی طرح دو رکعت برقرار رکھا گیا، جب آپ ﷺ سفر کرتے تو پہلی نماز دو دو رکعت ادا کرتے تھے۔(۸۷)

نمازوں کے اوقات کی تعیین

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل نے بیت اللہ کے پاس میری امامت کی جیسے ہی سورج ڈھلا اس کا سایہ جوتے کے تسمے برابر تھا انہوں نے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر مجھے عصر کے نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل تھا، پھر مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزہ دار نے روزہ افطار کرلیا، پھر مجھے عشاء کی نماز پڑھائی، جب شفق غائب ہوگئی، پھر فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوگیا۔

پھر دوسرے دن ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل تھا، پھر مجھے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل (دوگنا) ہو چکا تھا، پھر مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزے دار نے روزہ افطار کرلیا، پھر عشاء کی نماز رات کی پہلی تہائی گزرنے پر پڑھائی، پھر فجر کی نماز خوب سفیدی پھیلنے پر پڑھائی، پھر میری طرف متوجہ ہوکر کہا: اے محمد (ﷺ) یہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء کرام (علیہم السلام) کا وقت ہے، نمازوں کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔(۸۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جبریل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے اور کہا کھڑے ہوں نماز پڑھیں، آپ نے سورج ڈھلنے پر ظہر کی نماز پڑھی، پھر وہ عصر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہوں نماز پڑھیں، سو آپ نے عصر کی نماز پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو چکا تھا، یا ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو چکا تھا، پھر مغرب میں آئے اور کہا کھڑے ہوں نماز پڑھیں اس وقت سورج ڈوب چکا تھا، پھر عشاء میں آئے اور کہا: کھڑے ہوں نماز پڑھیں، آپ نے نماز پڑھی اس وقت شفق غائب ہو چکی تھی، پھر فجر میں آئے اور کہا: کھڑے ہوں نماز پڑھیں، آپ نے نماز پڑھی اس وقت صبح ہو چکی تھی یا کہا فجر کی روشنی پھیل چکی تھی۔

پھر اگلے دن ظہر میں آ کر کہا: کھڑے ہوں نماز پڑھیں، آپ نے ظہر کی نماز پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کا ایک مثل تھا، پھر عصر میں آ کر نماز پڑھنے کو کہا، آپ نے عصر کی نماز پڑھی، جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل تھا، پھر مغرب کی نماز اسی سابقہ وقت پر پڑھنے کو کہا، عشاء کی نماز اس وقت پڑھنے کو کہا جب آدھی یا ایک تہائی رات گزر چکی تھی، آپ نے اس وقت عشاء کی نماز پڑھی، فجر کی نماز کے لئے اس وقت آئے جب خوب روشنی پھیل چکی تھی، آ کر کہا: کھڑے ہوں نماز پڑھیں، آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی، پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ (۸۹)

قریشِ مکہ کا سوال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے سیر کرائی گئی اور میں نے مکہ میں صبح کی میں اس بات (کے بیان کرنے) سے گھبرایا اور جان لیا کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے، آپ غم زدہ تنہا بیٹھ گئے، اتنے میں دشمنِ خدا ابوجہل آ گیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا کوئی نئی بات ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، پوچھا: کون سی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے آج رات سیر کرائی گئی، کہا: کہاں تک؟ آپ نے فرمایا: بیت المقدس تک، ابوجہل نے پوچھا: پھر آپ نے ہمارے درمیان صبح کی؟ آپ نے فرمایا: ہاں، آپ کو علم تھا ابوجہل لوگوں کو آپ کے پاس بلا کر آپ کی بات جھٹلائے گا، چناں چہ وہ کہنے لگا: اگر میں آپ کی قوم کو آپ کے پاس بلالاؤں تو کیا آپ ان کو وہ بات بتلائیں گے جو آپ نے مجھے بتلائی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ابوجہل نے کہا: اے کعب بن لوئ کا گروہ، اور سب کو اکٹھا کر لیا، وہ لوگ آ کر بیٹھ گئے تو ابوجہل نے کہا: جو بات آپ نے مجھے بتائی ہے وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کو بھی بتائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے آج رات سیر کرائی گئی، لوگوں نے پوچھا: کہاں تک؟ آپ نے فرمایا: بیت المقدس کی طرف، وہ بولے پھر آپ نے

ہمارے درمیان صبح کی؟ آپ نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض لوگ آپ کی خبر کو جھوٹا جان کر ہاتھ مارنے لگے اور بعض نے حیرت سے اپنے سروں پر ہاتھ رکھ لئے، انہوں نے کہا: کیا آپ ہمیں اس مسجد کے بارے میں بتا سکتے ہیں، ان میں سے بعض ایسے اشخاص تھے جنہوں نے اس شہر (بیت المقدس) اور مسجد کو دیکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس مسجد کی نشانیاں بتانے لگا، یہاں تک کہ اس کی بعض نشانیاں مجھ پر گڈ مڈ ہوئیں تو وہ مسجد میری نظروں کے سامنے لائی گئی، اسے دار عقیل کے پاس رکھ دیا گیا میں اسے دیکھ کر نشانیاں بیان کرنے لگا، حال آں کہ آپ نے نشانیاں یاد نہیں کی تھیں، مسجد دیکھنے والوں نے نشانیاں سن کر کہا: بہ خدا! انہوں نے نشانیاں تو بالکل درست بتائی ہیں۔(۹۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی طرف میری سیر کے بارے میں جب قریش نے مجھے جھٹلایا (اور مجھ سے وہاں کی نشانیوں کا سوال کیا) میں حطیم میں کھڑا ہوا، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لئے ظاہر فرما دیا، سو میں اسے دیکھ کر ان کو اس کی نشانیاں بتاتا رہا۔(۹۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، پھر آپ اسی رات کو واپس تشریف لائے، آپ نے لوگوں کو اپنے سفر کے بارے میں بتایا، بیت المقدس کی علامات اور ان کے قافلے کا تذکرہ فرمایا تو انہوں نے کہا: ہم محمد (ﷺ) کی تصدیق نہیں کریں گے، انہوں نے ارتداد اور کفر کو اختیار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی گردنیں بھی ابو جہل کے ساتھ کٹوا دیں۔

ابو جہل نے کہا: محمد (ﷺ) ہمیں (اہل جہنم کے خوراک) زقوم سے ڈراتے ہیں تم لوگ کھجور اور مکھن لاؤ اور خوب ملا کر کھاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں نہیں بیداری میں دجال کو دیکھا، اور حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہم کو دیکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ گھٹیا نسل کا گرانڈیل شخص تھا، اس کی ایک آنکھ موجود تھی گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے اس کے بال درخت کی شاخوں کی طرح تھے۔

میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ سفید رنگ، گھنگھریالے بالوں والے، تیز نظر، بڑے پیٹ والے جوان تھے، میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندمی رنگ کے کثیر کالے بالوں والے تھے اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، وہ شکل وشمائل میں مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے، جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا تو میں نے انہیں سلام کیا۔(۹۲)

رویت باری تعالیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا۔ (۹۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ

عامر بیان کرتے ہیں کہ مشہور تابعی مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: اے ام المومنین! کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سبحان اللہ! تمہاری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، ان تین باتوں کے متعلق جو تمہیں بتائے اس نے غلط بیانی کی، جو تمہیں یہ بتائے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ بولا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کیں:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَار (۹۴)

جو شخص دیکھ لے گا وہ اپنا ہی فائدہ کرے گا اور جو شخص اندھا بنا رہے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (۹۵)

کسی انسان کی یہ (شان) نہیں کہ اللہ اُس سے بات کرے مگر بہ ذریعہ الہام یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہ معاف فرمادے گا اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

اور جو شخص تمہیں یہ خبر دے کہ کل کیا ہوگا اس نے جھوٹ بولا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَة (۹۶)

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

اور جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ محمد ﷺ نے وحی میں سے چھپالیا، اس نے جھوٹ بولا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (۹۷)

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا وہ

(لوگوں کو) پہنچا دیجئے۔

لیکن حضور ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دومرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔(۹۸)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں، میرا بھائی انیس اور میری ماں ہم اپنی قوم غفار سے نکلے، وہ لوگ ماہ حرام کو حلال جانتے تھے، ہم اپنے ماموں کے پاس پہنچے وہ دولت مند اور حیثیت والے انسان تھے، ماموں نے ہمیں عزت دی اور ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا، ان کی قوم کے لوگوں نے ہم سے حسد کیا اور ماموں سے کہا: جب تم اپنے گھر والوں سے باہر جاتے ہوتو انیس وہاں پہنچ جاتا ہے، ماموں نے ہمیں آکر یہ بات بتائی تو میں نے کہا: آپ نے اپنی سابقہ نیکی اور بھلائی ضائع کردی، اتنا کچھ جاننے کے بعد ہم آپ کے پاس نہیں رہ سکتے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم اپنے اونٹ کے پاس گئے، سامان لادا، ہمارے ماموں کپڑا ڈال کر رونے لگ گئے، ہم لوگ مکہ کے سامنے اترے، اسی دوران انیس نے ایک شخص سے اپنے اونٹ کی بڑائی جتلائی اس نے اپنے اونٹ پر فخر کیا، دونوں فیصلے کے لئے کاہن کے پاس گئے، کاہن نے انیس کے اظہار فخر کو پسند کیا، اس طرح انیس ہمارا اونٹ اور ایک دوسرا اونٹ لے آئے۔

حضرت عبداللہ بن صامت کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات سے تین سال قبل نماز شروع کردی تھی، میں نے پوچھا: کس کے لئے، کہا: اللہ کے لئے، میں نے کہا: آپ کس طرف متوجہ ہوتے تھے؟ وہ بولے جس طرف اللہ عزوجل مجھے متوجہ فرمادیتا تھا، میں عشاء کی نماز پڑھتا یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آجاتا، میں دن چڑھے تک اوجھل رہتا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انیس نے کہا مجھے مکہ میں کچھ کام ہے میرے آنے تک آپ یہیں رہیں، انیس گئے اور کافی تاخیر کے بعد میرے پاس آئے، میں نے تاخیر سے آنے کا سبب پوچھا، وہ کہنے لگا میری مکہ میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی ہے جو تمہارے دین پر ہے، وہ کہتا ہے اسے عزوجل نے بھیجا ہے، میں نے انیس سے پوچھا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے کہا: لوگ اسے شاعر، جادوگر اور کاہن کہتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انیس خود بھی شاعر تھا، اس نے کہا: میں نے کاہنوں کی بات سنی ہے، لیکن ان کا کلام کاہنوں جیسا نہیں، میں نے اس کے کلام کا موازنہ

شاعروں کے کلام سے کیا ہے لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے موزوں شعر نہیں آسکتے، اللہ کی قسم! وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انیس سے کہا: کیا تم یہاں رہو گے تاکہ میں اسے جا کر دیکھوں، اس نے کہا: ہاں لیکن اہل مکہ سے بچ کر رہنا، انہوں نے ان کے گلے میں پھندا ڈالا ہے، اور وہ ان سے بدکلامی سے پیش آتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مکہ میں پہنچا، میں نے ایک ناتواں شخص کو منتخب کر کے اس سے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے جسے تم صابی کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: صابی آ گیا ہے، یہ سنتے وادی مکہ والے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر پل پڑے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے خود کو لال بت کی طرح (خون میں لت پت) پایا، میں زمزم کے پاس آیا پانی پیا اور اپنے جسم سے خون دھویا، پھر میں کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان چھپ گیا، بھتیجے! میں وہاں تیس راتیں ٹھہرا رہا، میرا کھانا صرف آبِ زمزم تھا، آبِ زمزم پی کر میں موٹا ہو گیا، میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئیں، مجھے فاقے کی لاغری اور کمزوری محسوس نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ چاندنی رات میں جب کہ اہل مکہ سو رہے تھے اور دو عورتوں کے علاوہ کوئی اور طواف نہیں کر رہا تھا، وہ میرے پاس سے اساف اور نائل نامی بتوں کو پکارتے ہوئے گزریں، میں نے ان سے کہا: ایک کا دوسرے سے نکاح کر دو، وہ پھر بھی باز نہ آئیں بتوں کو پکارتی رہیں، دوبارہ جب وہ میرے پاس آئیں تو میں نے کہا: بت لکڑی کی طرح (بے جان) ہیں، میں ایسا نہیں ہوں، وہ دونوں عورتیں چلاتی ہوئی چلی گئیں وہ کہہ رہی تھیں کاش اس وقت ہمارا کوئی آدمی ہوتا، راستے میں ان عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے، انہوں نے عورتوں سے پوچھا: کیا بات ہے؟ عورتوں نے بتایا: ایک صابی کعبے کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے، انہوں نے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟ عورتوں نے کہا وہ فحش بات کہتا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی تشریف لائے، حجر اسود کو بوسہ دیا، طواف کیا اور نماز پڑھی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے) میں آپ کے پاس آیا، میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اہل اسلام کا سلام کیا (السلام علیکم کہا) آپ نے فرمایا: ''علیک و رحمۃ اللہ'' تم کون ہو؟ میں نے کہا: قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر پیشانی پر رکھا، میں نے اپنے دل میں سوچا میرا غفاری ہونا آپ کو ناگوار گزرا ہے، میں نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ کے ساتھی نے مجھے پیچھے ہٹا دیا، وہ آپ ﷺ کے دل کا حال مجھ سے زیادہ جانتے تھے،

آپ نے مجھ سے پوچھا: یہاں کب سے ہو؟ میں نے عرض کیا: تیس دن سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہیں کھانا کون کھلاتا تھا؟ میں نے کہا: میرا کھانا صرف آبِ زمزم تھا، میں اسی سے موٹا ہوگیا، اسی سے میرے پیٹ کی سلوٹیں دور ہوگئیں اور میں نے کسی قسم کی لاغری اور فاقہ کشی کی کمزوری محسوس نہیں کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمزم کا پانی برکت والا ہے اور کھانے کی طرح سیر کردیتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! آج مجھے اسے کھانا کھلانے کی اجازت دیجئے، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے، میں بھی ان کے ساتھ چلا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا، وہ ہمارے لئے طائف کی کشمش نکال نکال کر دینے لگے، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا، میں کچھ دیر وہاں ٹھہرا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کھجور والی ایک زمین دکھائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں وہ یثرب ہے، کیا تم اپنے قوم کو میرا پیغام پہنچاؤ گے، شاید اللہ عزوجل تمہاری ذات سے انہیں نفع دے اور تمہیں اس کا اجر دے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے روانہ ہوکر اپنے بھائی انیس کے پاس آیا، انیس نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کی ہے، انیس نے کہا: مجھے بھی آپ کے دین سے نفرت نہیں میں نے بھی اسلام قبول کیا اور آپ کی تصدیق کی، پھر ہم اپنی والدہ کے پاس آئے، انہوں نے بھی اسلام قبول کرلیا، پھر ہم نے اپنا سامان لادا اور اپنی قوم غفار کے پاس آئے، ان میں سے بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے سے قبل اسلام قبول کرلیا، ان کے سردار خفاف بن ایماء بن رنحصہ الغفاری رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرتے تھے، باقی لوگوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائیں گے ہم بھی مسلمان ہوجائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو باقی لوگ بھی مسلمان ہوگئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: قبیلۂ اسلم کے لوگوں نے آکر کہا: یارسول اللہ! ہم بھی اپنے بھائیوں کی طرح اسلام قبول کرتے ہیں انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غفار کی مغفرت فرمائے اور اسلم کو سلامتی عطا فرمائے۔(۹۹)

حضرت ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد ازدی رضی اللہ عنہ مکہ میں آئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ لڑکے آپ کے پیچھے لگے تھے، ضماد نے کہا: اے محمد (ﷺ) میں جنون

کا علاج کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

بے شک ہر حمد اللہ کے لئے ہے ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت کے سوالی ہیں، اور ہم نفسوں کے شرور سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گم راہ نہیں کرنے والا نہیں اور جسے وہ گم راہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ضماد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کلمات پھر دہرایئے (یہ کلمات دوبارہ سننے کے بعد) ضماد نے کہا: میں نے شعر سنے ہیں، کاہنوں اور جادوگروں کی باتیں سنی ہیں لیکن ان جیسے کلمات کبھی نہیں سنے یہ تو سمندر کی تہہ تک پہنچے ہوئے کلمات ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ضماد رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ اقرار تمہاری اور تمہاری قوم کی طرف سے ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، یہ میری اور میری قوم کی طرف سے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بعد ازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا ایک سریہ وہاں سے گزرا، بعض حضرات کو وہاں سے برتن وغیرہ ملے، دوسرے حضرات نے ان سے کہا: یہ ضماد کی قوم کے لوگ ہیں ان کی چیزیں واپس کردو، صحابہ کرام نے وہ چیزیں ان کو واپس کردیں۔ (۱۰۰)

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے (اسلام قبول کیا) اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ کو کسی مضبوط قلعے اور محافظین کی ضرورت ہے؟ دورِ جاہلیت میں قبیلۂ دوس کا قلعہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمادیا، یہ سعادت اللہ عزوجل نے انصار کے لئے ذخیرہ فرمادی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے بعد طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے ایک

ہم قبیلہ شخص کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آ گئے، مدینہ طیبہ کی آب و ہوا سے ان کا ساتھی بیمار ہو گیا اور گھبرا کر تیر کے پیکان سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ لئے، زیادہ خون نکل جانے سے ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا لیکن اس نے اپنا ہاتھ چھپایا ہوا تھا، پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ اس نے کہا: میرے رب نے اپنے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی، حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تو نے اپنا ہاتھ کیوں چھپا رکھا ہے؟ کہا: میرے رب نے فرمایا: جسے تو نے خود خراب کیا ہے میں اسے ہرگز درست نہیں کروں گا، حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواب سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اس کے ہاتھوں کی مغفرت فرما۔ (۱۰۱)

قبائل عرب کے ٹھکانوں میں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حج کے ایام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ٹھکانوں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے، کیوں کہ قریش نے مجھے اپنے رب عز وجل کا کلام پہنچانے سے روک دیا ہے، اسی دوران ہمدان کا ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا، آپ نے پوچھا: تمہارا کس سے تعلق ہے، کہا ہمدان سے، آپ نے فرمایا: کیا تیری قوم مجھے تحفظ دے گی، وہ بولا: ہاں، پھر وہ شخص یہ سوچ کر ڈر گیا کہ کہیں اس کی قوم اسے حقیر نہ سمجھے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا: میں اپنی قوم سے بات گا اور آئندہ سال آپ کے پاس آؤں گا، آپ نے فرمایا: بہتر ہے، وہ چلا گیا اور رجب میں انصار کا وفد آ گیا۔ (۱۰۲)

مکہ مکرمہ میں انصار کی آمد

حضرت محمود بن لبید اشہلی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابوالجلیس انس بن رافع مکہ مکرمہ گئے ان کے ہم راہ جانے والے بنو اشہل کے نوجوانوں میں ایاس بن معاذ بھی شامل تھے، یہ لوگ اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنا چاہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سنی تو آپ ان کے پاس آئے، بیٹھے اور ارشاد فرمایا: تم جس بات کے لئے آئے ہو کیا تمہیں اس سے بہتر کسی چیز کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے اپنے بندوں کی جانب بھیجا ہے، میں ان کو اس بات کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور مجھ پر کتاب بھی اتاری گئی ہے، پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا

اورانہیں قرآن پڑھ کرسنایا، ایاس بن معاذ نے جوان میں کم سن تھے کہا: اے قوم! اللہ کی قسم یہ اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم آئے ہو، اس پر ابوالجلیس انس بن رافع نے بطحاء کی مٹی بھرمٹی ایاس بن معاذ کے منہ پر دے ماری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینے کی طرف لوٹ گئے، پھر اوس اور خزرج میں جنگ بعاث ہوئی۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے تھوڑے عرصے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا، مجھے میری قوم کے اس شخص نے خبر دی جو ایاس کی موت کے وقت موجود تھا کہ لوگ اس سے برابر لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمدللہ اور سبحان اللہ سنتے رہے، حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا، ان کو اس بات میں کوئی شبہ نہ تھا کہ ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال اسلام پر ہوا، جس مجلس میں ایاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنے تھے اسی میں پہ اسلام کے بارے میں شعور پیدا ہو گیا تھا۔ (۱۰۳)

پہلی بیعت عقبہ

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ان لوگوں میں شامل تھا جو عقبہ کی پہلی بیعت میں شریک ہوئے، ہم بارہ آدمی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے پر بیعت لی، یہ واقعہ جنگ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے، اس پر کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، بدکاری نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور اپنے ہاتھوں، پیروں سے کوئی بہتان گھڑ کر نہیں لائیں گے اور کسی معروف امر میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے، (آپ نے فرمایا) اگر تم نے یہ وعدہ وفا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے، اور اگر تم نے ان باتوں میں کوئی کوتاہی کی تو تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تمہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو تمہاری مغفرت فرمادے۔ (۱۰۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان نقبا میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، ہم نے آپ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، ہم زنا نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے، اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو قتل نہیں کریں گے اور لوٹ مار نہیں کریں گے، اور اگر ہم ان میں کسی چیز میں مبتلا ہوئے اس کا فیصلہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔ (۱۰۵)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ ان بارہ حضرات میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ کی پہلی

بیعت میں شرکت کی تھی، آپ بیان کرتے ہیں ہم نے تنگ دستی اور خوش حالی، خوش دلی اور مجبوری ہر حالت میں حکم سننے اور اطاعت کرنے پر عورتوں کے طریقے پر بیعت کی اور یہ کہ ہم اختلاف نہیں کریں گے اور ہر حالت میں حق کہیں گے اور راہِ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ (۱۰۶)

اسماعیل بن عبید انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو ہریرہ! تم اس وقت موجود نہیں تھے جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، ہم نے آپ سے ہر حالت میں سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی تھی خواہ ہم سرگرم اور پر جوش ہوں یا سست، اور خوش حالی اور تنگ دستی کی حالت میں خرچ کرنے، معروف اعمال کا حکم دینے، برے اعمال سے روکنے کا عہد کیا تھا اور اس بات پر کہ ہم اللہ کے احکام پہنچائیں گے اس کی خوش نودی کے کام کریں گے اور اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائیں گے، ہم آپ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنی جانوں، گھر والیوں اور بیٹوں کی حفاظت کرتے ہیں، اور ہمارے لئے جنت ہوگی۔ (۱۰۷)

بیعت عقبہ ثانی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بعثت کے بعد) دس سال مکہ میں رہے، عکاظ اور مجنہ میں لوگوں کی فرودگاہوں میں تشریف لے جاتے، حج کے ایام میں منیٰ میں لوگوں سے کہتے: کوئی مجھے تحفظ فراہم کرے گا، کوئی میری مدد کرے گا تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں، اسے جنت ملے گی، یہاں تک کہ کوئی آدمی یمن یا قبیلہ مضر سے آتا تو اس کی قوم کے لوگ اس سے آکر کہتے کہ قریش کے جوان سے بچنا کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے، آپ ﷺ ان کے ٹھکانوں میں گشت کرتے اور وہ انگلیوں سے آپ کی طرف اشارے کرتے تھے، تا آں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یثرب سے آپ کی طرف بھیجا، ہم نے آپ کو تحفظ فراہم (کرنے کا عہد) کیا اور آپ کے پیغام کی تصدیق کی، ہمارا کوئی آدمی جاتا، آپ پر ایمان لاتا، آپ اسے قرآن پڑھاتے، وہ اپنے اہل وعیال میں واپس آتا تو وہ بھی مسلمان ہو جاتے، یہاں تک کہ انصار کے گھرانوں میں کوئی گھرانہ ایسا باقی نہ رہا جس میں مسلمانوں کی جماعت موجود نہ ہو، پھر سب سے باہم مشورہ کیا اور کہا: ہم کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ہی چھوڑیں گے کہ آپ مکہ کے پہاڑوں میں دھکے کھاتے پھریں گے اور خوف کی حالت میں رہیں گے، چناں چہ ہم میں سے ستر افراد آپ کی طرف روانہ ہوئے، حج کے ایام میں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے،

ہم نے آپ سے عقبہ کی گھاٹی میں ملاقات کا وعدہ لیا، اور ہم ایک ایک دو دو کر کے سارے کے سارے وہاں جمع ہو گئے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم مجھ سے سستی اور نشاط ہر حالت میں سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرو اور یہ کہ تم تنگ دستی اور فراوانی ہر حالت میں خرچ کرو گے، نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے، اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاؤ گے اور اس کام میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہیں کرو گے، اور اس پر کہ تم میری مدد کرو گے۔ جب میں تمہارے پاس آ جاؤں تو میری اسی طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہو، تمہیں اس کے بدلے میں جنت ملے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ کی طرف بیعت کرنے کو بڑھے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جو سب سے چھوٹے تھے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اے اہل یثرب! ہم نے اپنے اونٹوں کو اسی لئے تھکایا ہے ہم جانتے ہیں آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تمہاری درخواست پر آپ کا یہاں سے ہمارے ہاں تشریف لانا سارے عرب سے الگ تھلگ ہو جانا، تمہارے پسندیدہ لوگوں کا قتل اور تمہارا تلواروں کا نشانہ بننا ہے، اگر تم اس پر صبر کر سکتے ہو تو تمہارا اجر اللہ کے ذمے ہے اور اگر تمہیں اپنی جانوں کے بارے میں بزدلی کا خوف ہو تو ابھی بتا دو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا عذر ہو گا، انصار نے کہا: اسعد! ہاتھ ہٹاؤ، اللہ کی قسم! ہم یہ بیعت کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے نہ توڑیں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور ہم نے آپ سے بیعت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیعت فرمایا، ہم سے عہد و پیمان لیا اور اس کے بدلے میں جنت کی خوش خبری عطا فرمائی۔ (۱۰۸)

ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیعت عقبہ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا: اس بیعت میں ستر افراد حاضر ہوئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عہد و پیمان لیا اور عطا کیا۔ (۱۰۹)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقبہ میں درخت کے نیچے موجود ستر انصار کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارا بات کرنے والا بات کرے اور بات کو لمبا نہ کرے، کیوں کہ یہاں قریش کے جاسوس تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اگر انہیں تمہارے بارے میں علم ہو گیا (کہ تم نے مجھ سے ملاقات کی ہے) وہ تمہیں رسوا کریں گے، انصار کے خطیب ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے محمد! (ﷺ) آپ اپنے رب کے متعلق جو چاہیں تقاضا

کریں پھر اپنے اور اپنے اصحاب کے بارے میں جس چیز کا چاہیں مطالبہ فرمائیں، پھر ہمیں بتائیں کہ اگر ہم ان مطالبات کو پورا کریں گے تو اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ سے کیا ثواب عطا ہوگا اور آپ سے کیا ملے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لئے میرا تم سے یہ سوال ہے کہ اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور میرے اور میرے اصحاب کے متعلق میرا تم سے یہ مطالبہ ہے کہ تم ہمیں ٹھکانہ مہیا کرو، ہماری مدد کرو اور ہماری ان چیزوں سے حفاظت کرو جن سے تم اپنی حفاظت کرتے ہو، انصار نے سوال کیا: جب ہم ایسا کریں ہمیں کیا ملے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت، انہوں نے عرض کیا: ہم آپ کی شرائط تسلیم کرتے ہیں۔(۱۱۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے عہد و پیمان لے رہے تھے، جب ہم فارغ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عہد لیا اور (جنت کا وعدہ) عطا کیا۔ ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے اس روز موت پر بیعت کی تھی، انہوں نے کہا: نہیں، ہم نے اس پر بیعت کی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔(۱۱۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بعثت کے بعد) دس سال تک حج کے ایام میں حجاج کے ٹھکانوں، مجنہ اور عکاظ کے بازاروں اور منیٰ کے خیموں میں آتے جاتے رہے، آپ (لوگوں سے) فرماتے مجھے کون تحفظ دے گا؟ کون میری مدد کرے گا تاکہ میں اپنے رب عزوجل کے پیغامات لوگوں تک پہنچاؤں، اس کے لئے جنت ہوگی، کوئی شخص آپ کو تحفظ فراہم کرنے اور آپ کی مدد کرنے کو تیار نہ ہوا، یہاں تک کہ قبیلۂ مضر، یمن یا زور صمد کا کوئی شخص مکہ کا سفر کرتا تو اس کی قوم کے لوگ اسے آکر سمجھاتے، قریش کے جوان سے بچ کر رہنا کہیں وہ تجھے آزمائش میں نہ ڈال دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ٹھکانوں، فرودگاہوں میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے، لوگ انگلیوں سے آپ کی طرف اشارے کرتے، حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ہمیں یثرب سے آپ کے پاس بھیجا، یثرب کا کوئی آدمی آتا آپ پر ایمان لاتا، آپ اسے قرآن پڑھاتے وہ اپنے اہل خانہ میں واپس آتا تو اس کے گھر والے مسلمان ہو جاتے، یثرب کے گھرانوں میں کوئی ایسا گھرانہ باقی نہ رہا جس میں برملا اسلام کا اظہار کرنے والوں کی جماعت نہ ہو، پھر اللہ عزوجل نے ہمیں بھیجا، ہم ستر افراد جمع ہوئے اور ہم نے باہم مشورہ کیا کہ ہم کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں رہنے دیں گے کہ آپ مکہ کے پہاڑوں میں دھکے کھاتے پھریں گے اور خوف زدہ کئے جائیں گے، چناں چہ ہم حج کے ایام میں مکہ میں آئے اور ہم

نے آپ ﷺ سے عقبہ کی وادی میں ملاقات کا وعدہ لیا۔

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھتیجے! میں نہیں جانتا آپ کے پاس کون لوگ آئے ہیں، میں یثرب والوں کو پہچانتا ہوں (مجھے ساتھ لے جانا) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک ایک دو دو کر کے آپ کے پاس وادی عقبہ میں جمع ہو گئے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہمیں دیکھ کر کہا میں ان لوگوں کو نہیں پہچانتا یہ نوعمر لوگ ہیں، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی کس چیز پر بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سرگرمی اور کسل مندی ہر حال میں سننے اور اطاعت کرنے پر، خوش حالی اور تنگ دستی کی ہر حالت میں خرچ کرنے پر، معروف کا حکم کرنے اور منکرات سے منع کرنے پر اور اس پر کہ اللہ کا پیغام پہنچانے میں تم کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرو گے، اور جب میں تمہارے پاس یثرب آ جاؤں تم میری مدد کرو گے اور ان تمام چیزوں سے میری حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی، اپنی ازواج اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہو، تمہارے لئے جنت ہو گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بیعت کے لئے اٹھے، اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا وہ ان ستر افراد میں سب سے کم سن تھے، اسعد نے کہا: یثرب والو! قدرے سوچو ہم نے آپ کی طرف اپنی سواریوں کو اس لئے تھکایا ہے کہ ہم جانتے ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آج آپ کو مکہ مکرمہ سے نکالنا پورے عرب سے الگ تھلگ ہو جانا، تمہارے سرداروں کا قتل، اور تمہارا تلواروں کا نشانہ بننا ہے، اگر تم تلواروں کی زد پر صبر کر سکتے ہو، اپنے سرداروں کے قتل اور پورے عرب سے الگ تھلگ ہونے پر راضی ہو تو آپ ﷺ کو اپنے ہاں بلا لو، تمہارا اجر و ثواب اللہ عز وجل کے ذمے ہو گا، اور اگر تم اپنی جانوں (کے گنوانے) سے خوف زدہ ہو تو آپ ﷺ کو اپنی حالت پر رہنے دو، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا عذر ہو گا، لوگوں نے کہا: اسعد بن زرارہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ چھوڑ دو، اللہ کی قسم! ہم یہ بیعت نہ چھوڑیں گے نہ توڑیں گے، پھر ہم ایک ایک کر اٹھے اور عباس رضی اللہ عنہ کی شرط پر بیعت کی اور آپ نے اس پر ہمیں جنت عطا فرمائی۔ (۱۱۲)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم اپنی قوم کے مشرک حاجیوں کے ساتھ نکلے، ہم نماز پڑھتے تھے اور ہم نے دینی مسائل کی سمجھ حاصل کر لی تھی، ہمارے ساتھ ہمارے سردار اور بڑے براء بن معرور بھی تھے، جب ہم مدینے سے نکلے اور سفر شروع کیا تو براء (رضی اللہ عنہ) نے ہم سے کہا: لوگو! بخدا میری ایک رائے ہے اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ تم میری اس رائے سے اتفاق کرتے ہو یا نہیں؟ ہم نے کہا: وہ کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبہ کی جانب اپنی

پیٹھ نہ پھیروں اور اسی کی جانب (رخ کر کے) نماز پڑھوں، ہم نے کہا: بہ خدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ شام کی جانب (رخ کر کے) نماز ادا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل نہیں کرنا چاہتے، براء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اسی (کعبہ کی) سمت نماز ادا کرتا رہوں گا، ہم نے کہا: لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے، چناں چہ جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف اور وہ کعبہ کی جانب (رخ پھیر کر) نماز ادا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے، ہم نے براء کے اس عمل پر نکتہ چینی کی لیکن وہ اپنے معمول پر جمے رہے، مکہ پہنچنے پر انہوں نے مجھ سے کہا: بھتیجے! میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اور میں نے اپنے سفر میں جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق دریافت کرو، کیوں کہ میں نے نماز کے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی ہے، اب میرے دل میں بھی اس کے متعلق شبہ سا پیدا ہو گیا ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کرتے ہوئے نکلے کیوں کہ ہم آپ کو نہیں پہچانتے تھے، ہم نے اس سے پہلے آپ کو نہیں دیکھا تھا، ہماری مکہ میں رہائش پذیر ایک شخص سے ملاقات ہوئی، ہم نے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، اس نے کہا: کیا اس کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں، ہم عباس کو اس لئے پہچانتے تھے وہ تاجرانہ حیثیت سے ہمیشہ ہمارے ہاں آیا کرتے تھے، اس شخص نے کہا: تم مسجد میں جاؤ جو شخص عباس کے پاس بیٹھا ہے وہی ہے۔

پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو الفضل! کیا آپ ان دونوں کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، یہ اپنی قوم کا سردار براء بن معرور ہے اور یہ کعب بن مالک ہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو نہیں بھولوں گا کہ آپ نے فرمایا: ''شاعر'' عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اس سفر کے لئے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری اسلام کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے، میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبہ) کی طرف اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی حالت میں نماز پڑھی ہے، میرے ہم سفر ساتھیوں نے اس کام میں میری مخالفت کی یہاں تک کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ اسے کیسا خیال فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم ایک قبلے پر مامور تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر تو براء رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی

جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب (منہ کرکے) نماز ادا کی، ان کے اہل خانہ کا خیال ہے کہ براء رضی اللہ عنہ مرتے دم تک کعبے کی طرف نماز پڑھتے رہے حال آں کہ ایسا نہیں، ہم براء رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کی نسبت اس معاملے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

پھر ہم حج کے لئے نکلے اور ایام تشریق میں مقام عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وعدہ کیا، جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی جس میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، ہمارے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے، وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے، ہم اپنا یہ معاملہ اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے تھے جو ہمارے ساتھ تھے، ہم نے عبداللہ بن عمرو سے کہا: اے ابو جابر! تم ہمارے ایک سردار اور سر برآوردہ لوگوں میں سے ہو، تمہاری یہ حالت ہمیں پسند نہیں کہ کل تم آگ کا ایندھن بنو، پھر ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات کے وعدے کے بارے میں بتایا، انہوں نے اسلام قبول کیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ نقیبوں میں سے تھے۔

پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو حسب وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے تیتر کی چال دبے پاؤں چھپتے چھپاتے نکلے اور عقبہ کے قریب گھاٹی میں جمع ہوئے، ہم ستر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے دو عورتیں ساتھ تھیں، ام عمارہ نسیبہ بنت کعب، بنو مازن بن النجار کی ایک خاتون اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن ثابت، بنو سلمہ کی ایک خاتون، ہم گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ تشریف لے آئے، اس روز آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے، وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انہیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں موجود رہنے اور پختہ ضمانت لینے سے دلچسپی تھی، جب ہم بیٹھ گئے تو سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب نے گفتگو کی، انہوں نے کہا: اے گروہِ خزرج! حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا اس دور میں عرب انصار کو اسی نام سے پکارتے تھے خواہ ان کا تعلق اوس سے ہوتا یا خزرج سے محمد (ﷺ) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم جانتے ہو، ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان کے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں اب تک ان کی حفاظت کی ہے، یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے کہا: آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا، اے اللہ کے رسول! آپ گفتگو فرمائیے، اپنی ذات اور اپنے رب کے بارے میں جو اقرار لینا پسند فرماتے ہیں

لیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو شروع فرمائی، قرآن کریم کی تلاوت کی، اللہ عز وجل کی جانب دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا: میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو، براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ تھام کر کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم ضرور آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنے اصل کی حفاظت کرتے ہیں، اللہ کے رسول! ہم سے بیعت لیجئے، ہم نسل در نسل لڑنے والے اور مسلح لوگ ہیں۔

براء رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران بنو عبد الاشہل کے حلیف ابو الہیثم بن التیہان نے دخل دیتے ہوئے کہا: یارسول اللہ! ہمارے اور دوسرے لوگوں (یہود) کے درمیان عہد و پیمان ہیں، ہم ان سے یہ عہد و پیمان توڑ دیں گے، اگر ہم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف آ جائیں گے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بل کہ میرا خون (کا مطالبہ) تمہارا خون (کا مطالبہ) ہوگا، اور میرا خون معاف کر دینا تمہارا خون معاف کر دینا ہوگا، میں تم سے اور تم مجھ سے ہو گے، میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کرو گے اور میری اس سے صلح ہوگی جس سے تمہاری صلح ہوگی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے لوگوں میں سے بارہ سردار (نقیب) پیش کرو جو اپنی قوم کے ذمے دار ہوں، انصار نے بارہ نقیب منتخب کئے، نو خزرج میں سے اور تین انصار میں سے، سب سے پہلے براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر تمام لوگوں نے بیعت کی، جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی پر سے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے بلند تھی شیطان نے چیخ کر کہا: اے گھروں کے رہنے والو! تمہیں مذمّم (قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ بے دین لوگوں سے کوئی دل چسپی ہے، یہ لوگ تمہارے خلاف جنگ کے لئے جمع ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ آواز سن کر) فرمایا: یہ عقبہ کا شیطان اذیب کا بیٹا اذب ہے، اے اللہ کے دشمن سن واللہ! میں تیرے لئے ضرور فرصت نکالوں گا، تم لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے جاؤ۔

عباس بن عباد بن نضلہ نے کہا: اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ کا ارادہ ہو تو ہم کل ہی منیٰ والوں پر تلواروں سے حملہ کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

ہم واپس چلے گئے اور صبح تک سوتے رہے، جب صبح ہوئی قریش کے سردار ہماری قیام گاہوں پر آئے اور کہا: اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اس لئے آئے ہو کہ اسے ہمارے درمیان سے نکال لے جاؤ اور ہم سے جنگ کے لئے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو، بہ خدا! عرب میں ایسا کوئی قبیلہ نہیں جس سے ہمارا جنگ کرنا تمہارے خلاف جنگ کرنے سے زیادہ ناپسند ہو، یہ سن کر ہماری قوم کے چند مشرکوں نے اٹھ کر قسمیں کھائیں اور کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

انہوں نے سچ کہا تھا ان کو اس بیعت کا علم ہی نہیں تھا، ہم لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے، پھر وہ لوگ (قریشی سردار) اٹھ کھڑے ہوئے، ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ بھی تھا جس نے نئے جوتے پہن رکھے تھے، میں نے اس خیال سے کہ گویا میں بھی اپنی قوم کی باتوں میں شریک ہوں ابو جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو جابر! تم ہماری قوم کے سرداروں میں سے ہو تم سے اتنا نہیں ہوسکتا کہ تم قریش کے اس جواں مرد کے جوتے جیسا جوتا بنوالو، حارث نے یہ بات سنی تو جوتا اتار کر میری طرف پھینک دیا اور کہا: واللہ! تم اسے پہن لو۔ ابو جابر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: واللہ! تو نے اس جوان کو ناراض کر دیا ہے، اس کے جوتے واپس کردو، میں نے کہا: بہ خدا! میں یہ جوتے واپس نہیں کروں گا، واللہ! یہ تو نیک فال ہے اگر یہ فال سچی نکلی تو میں اس سے سب کچھ چھین لوں گا۔ (۱۱۳)

ہجرت کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا (۱۱۴) اور آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ○ (۱۱۵)

اور آپ دعا کیجئے کہ اے رب مجھے خوبی کے ساتھ (مدینے میں) داخل کر اور خیر و خوبی کے ساتھ ہی (مکے سے) نکال اور اپنی طرف سے مجھے ایسا غلبہ عطا فرما جس کے ساتھ نصرت ہو۔

سب سے پہلے مہاجر

حضرت براءؓ بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں

سے سب سے پہلے (ہجرت کر کے) ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آئے۔ آپ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر حضرت عمار، بلال اور سعد رضی اللہ عنہم آئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس افراد میں آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے مدینہ والوں کو آپ کی تشریف آوری کی خوشی سے زیادہ کسی چیز سے خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، میں نے لڑکوں اور بچوں کو یہ کہتے دیکھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آپ تشریف لائے میں مفصل سورتوں میں سے ''سبح اسم ربك الاعلیٰ'' تک پڑھ چکا تھا۔(۱۱۶)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ آئے، یہ حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر حضرت بلال، سعد اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس اصحاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے اہل مدینہ کو کسی چیز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے زیادہ خوش ہوتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ کنیزیں کہتی تھیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں'' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف آوری تک میں نے مفصل کی سورتیں ''سبح اسم ربك الاعلیٰ'' تک پڑھ لی تھیں۔(۱۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا اذن

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والدین کو مؤمن ہی پایا، اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کو ہمارے ہاں تشریف نہ لاتے ہوں، جب مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی جانب ہجرت کے لئے نکلے، جب آپ برک الغماد میں پہنچے، آپ کی قبیلۂ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی، اس نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا: میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا ہے، مجھے دو سیاہ پتھروں والے پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی شور زمین دکھائی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے صحابہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی، اور حبشہ سے بھی بعض مسلمان واپس آ گئے،

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تیاری کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: صبر کریں مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا آپ کو بھی اجازت ملنے کی امید ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم راہی کی خاطر رک گئے، اور چار ماہ تک اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

ایک دن دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرۂ انور کپڑے سے چھپائے تشریف لا رہے ہیں، ایسے وقت میں آپ ہمارے ہاں تشریف نہیں لایا کرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اس وقت آپ یقیناً کسی خاص ضرورت سے تشریف لا رہے ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی، آپ سے اندر تشریف لانے کو کہا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں داخل ہو کر فرمایا: ابوبکر! تمہارے ہاں جو لوگ موجود ہیں انہیں باہر بھیج دو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ آپ کے گھر والے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ہجرت کا اذن ملا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے والد آپ پر قربان مجھے رفاقت حاصل رہے گی؟ فرمایا: ہاں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: یا رسول اللہ! ان دو سواریوں میں سے ایک قبول فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیمتاً لوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نے دونوں حضرات کے لئے بہترین زادِ راہ تیار کیا، توشہ دان چمڑے کے تھیلے میں رکھا، اسماء نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس سے تھیلے کا منہ باندھا، اسی لئے اسے ذات النطاقین کہا جاتا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جبل ثور کے غار میں چلے گئے، وہاں تین راتیں ٹھہرے رہے۔ (۱۱۸)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا ہم دن ڈھلے اپنے گھر میں تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی دو بیٹیاں عائشہ اور اسماء (رضی اللہ عنہما) موجود تھیں، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ ہر روز صبح اور شام کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دن ڈھلے تشریف لاتے دیکھا تو کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کسی خاص وجہ سے اس وقت تشریف لائے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں داخل ہو کر فرمایا: ابوبکر! ان کو باہر بھیج دو، انہوں نے کہا: یہاں کوئی ایسا فرد

نہیں جو آپ پر نظر رکھتا ہو، یہ میری بیٹیاں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عز وجل نے مجھے مدینہ کی طرف ہجرت کا اذن فرمایا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! مجھے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوگا؟ فرمایا: ہاں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ان دو میں سے ایک سواری قبول فرمالیں، یہ وہ اونٹنیاں تھیں جنہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت عطا ہونے پر گھاس کھلا کر تیار کر لیا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک سواری پیش کی اور گزارش کی یا رسول اللہ! اس پر سواری فرمالیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے قیمتاً لے لیا۔ (۱۱۹)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توشہ دان تیار کیا، مجھے آپ کے توشہ دان اور مشکیزہ باندھنے کے لئے کچھ نہ ملا، میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: بہ خدا مجھے ان کے باندھنے کے لئے اپنے کمر بند کے علاوہ کچھ نہیں ملا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے دو حصے کر دو، ایک سے مشکیزہ باندھ دو اور دوسرے سے توشہ دان، اسی لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ''ذات النطاقین'' کہا جاتا ہے۔ (۱۲۰)

غارِ ثور تک مشرکوں کا کھوج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ:

وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ (۱۲۱)

اور جب کافر آپ کے بارے میں تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں یا آپ کو مار ڈالیں یا آپ کو جلاوطن کردیں۔

کی تفسیر میں بیان فرمایا: قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک رات مکہ میں باہم مشورہ کیا جیسے ہی صبح ہو آپ کو مضبوطی سے باندھ کر قید کر دیا جائے، بعض نے کہا: بل کہ آپ کو قتل کر دیا جائے، بعض نے کہا: آپ کو شہر بدر کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس سے مطلع فرمادیا، چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رات آپ کے بستر پر گزاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکل کر غار میں جا پہنچے، مشرکوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر رات بھر نگرانی کی، جیسے ہی صبح ہوئی وہ بپھرے ہوئے آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پوچھا: تمہارا آدمی کہاں ہے؟

انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا وہ کہاں ہیں؟ وہ لوگ نبی ﷺ کے نشاناتِ قدم کا کھوج لگاتے ہوئے چلے، جب پہاڑ (جبل ثور) پر پہنچے، نشانِ قدم گڈمڈ ہو گئے، وہ پہاڑ پر چڑھے، غار (ثور) کے پاس سے گزرے، غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا دیکھ کر کہنے لگے، اگر وہ یہاں داخل ہوتے تو غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو ناکام کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں تین راتیں ٹھہرے رہے۔ (۱۲۲)

ابو قحافہ کا اطمینان

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادہ سے نکلے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال پانچ یا چھ ہزار درہم بھی ساتھ لے لیا، ہمارے پاس ہمارے دادا ابو قحافہ آئے جو نابینا ہو چکے تھے، اور کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے ابو بکر نے تمہیں اپنی جان اور مال سے دکھ دیا ہے (خود بھی تمہیں چھوڑ کر چلے گئے اور مال بھی ساتھ لے گئے) میں نے کہا: ہرگز ایسا نہیں ہوا، وہ تو ہمارے لئے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں، میں نے پتھر لے کر اس طاق میں رکھ دیے جہاں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور ان پر کپڑا ڈال دیا، پھر میں دادا کا ہاتھ پکڑ کر لائی اور کہا: اس مال پر ہاتھ رکھ کر اندازہ لگائیں، انہوں نے (پتھروں پر پڑے کپڑے پر) ہاتھ رکھا اور کہنے لگے اگر وہ تمہارے لئے اس قدر مال چھوڑ گیا ہے تو پھر (پریشانی کی) کوئی بات نہیں، اس نے اچھا کیا ہے اور یہ تمہاری ضرورتوں کے لئے کافی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! میرے والد نے ہمارے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی لیکن میں بزرگ کو مطمئن کرنا چاہتی تھی اس لئے میں نے یہ کام کیا۔ (۱۲۳)

سرزمینِ مکہ الوداع

حضرت عبداللہ بن عدی بن الحمراء زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بازار حزورہ میں کھڑے ہوئے فرما رہے تھے، اللہ کی قسم! تو اللہ عز جل کی بہترین اور محبوب ترین سرزمین ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا میں تجھ سے نہ نکلتا۔ (۱۲۴)

حضرت عبداللہ بن عدی بن الحمراء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے مکہ میں حزورہ کے بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے یہ فرماتے سنا: قسم بہ خدا! تو اللہ تعالیٰ کی بہترین اور محبوب ترین سر زمین ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔ (۱۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی للہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حَزْوَرَہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: مجھے معلوم ہے تو اللہ تعالیٰ کی بہترین اور محبوب ترین سرزمین ہے، اگر تیرے باشندوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔ حدیث کے ایک راوی عبدالرزاق نے کہا یہ بازار باب الحناطین کے پاس تھا۔ (۱۳۶)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حَزْوَرَہ کے بازار میں (سرزمین مکہ سے) فرمایا: اللہ کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی بہترین اور محبوب ترین سرزمین ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا میں یہاں سے نہ نکلتا۔ (۱۲۷)

غارِ ثور میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غار (ثور) میں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو وہ اپنے پیروں کے نیچے (غار میں) ہمیں دیکھ لے گا، آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے؟۔ (۱۲۸)

مدینے کا سفر اور سراقہ بن مالک کا تعاقب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (میرے والد) عازب سے تیرہ درہم میں پالان خریدا اور ان سے فرمایا: براء سے کہو اسے میرے گھر پہنچا دے، میرے والد نے کہا: نہیں، جب تک آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کا واقعہ نہیں سنائیں گے (میں پالان نہیں بھجواؤں گا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اندھیرے منہ (غار سے) نکلے، پورا دن اور رات اور دوسرے دن دوپہر تک تیزی سے سفر جاری رکھا، دوپہر کے وقت میں نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی کہ اترنے کے لئے کوئی سایہ دار جگہ نظر آئے، مجھے چٹان نظر آئی، جس کا تھوڑا سایہ موجود تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کے سایہ میں جگہ برابر کردی اور آپ کے لئے پوستین بچھادی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ آرام فرمائیں، آپ لیٹ گئے، میں یہ دیکھنے کو نکلا کہ ہماری تلاش میں تو کوئی نہیں آرہا، اتفاق سے مجھے بکریوں کا چرواہا نظر آیا، میں نے پوچھا: تم کس کے غلام ہو؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا جسے میں پہچانتا تھا، میں نے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ کہا: ہاں، میں نے کہا: کیا تم میرے لئے دودھ دوہو گے؟ وہ بولا: ہاں، میں نے کہا تو اس نے

ریوڑ سے ایک بکری الگ کی، میرے کہنے پر اس نے بکری کے تھن غبار سے صاف کئے پھر اپنے ہاتھوں سے غبار صاف کیا، میرے پاس برتن تھا جس کا منہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا، اس نے میرے لئے تھوڑا سا دودھ نکالا میں نے برتن پر پانی ڈالا جس سے اس کا پیندا ٹھنڈا ہوگیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اس وقت جاگ چکے تھے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! نوش فرمایئے، آپ نے نوش فرمایا یہاں تک کہ میں راضی ہوگیا، پھر میں نے عرض کی: کوچ کریں؟ ہم وہاں سے روانہ ہوئے لوگ ہماری تلاش میں تھے، ان لوگوں میں سے صرف سراقہ بن جعشم نے ہمیں پالیا، وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمیں تلاش کرنے والا آگیا ہے، آپ نے فرمایا: **لا تحزن ان الله معنا** ''غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ سراقہ ہمارے قریب آگیا صرف ایک، دو یا تین نیزوں کا فاصلہ درمیان میں تھا، میں نے گزارش کی: یا رسول اللہ! ہماری تلاش میں آنے والا قریب آگیا اور میں رونے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رونے کا سبب پوچھا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے لئے نہیں بل کہ آپ کے لئے رو رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دعا کی: اے اللہ! اس کے ارادے سے ہماری کفایت فرما تو اس کے گھوڑے کے اگلے پاؤں پیٹ تک زمین میں دھنس گئے، سراقہ کود کر اترا اور عرض گزار ہوا: اے محمد! (ﷺ) مجھے علم ہے یہ آپ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اس آزمائش سے نجات عطا فرمائے، میں اپنے پیچھے آنے والے ہر اس شخص کو جو آپ کے تعاقب اور تلاش میں ہوگا راہ سے بھٹکا دوں گا، یہ میرا ترکش ہے، آپ اس میں سے تیر لے لیں، آپ فلاں فلاں مقام پر میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے گزریں گے، آپ ان سے اپنی ضرورت پوری فرما لینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو اس کے گھوڑے کے پیر نکل آئے اور وہ واپس اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے، لوگ راستوں اور میدانوں میں آپ سے ملاقات کرتے رہے، خدام اور بچے راستے میں بھاگتے ہوئے کہہ رہے تھے: ''اللہ اکبر'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، محمد (ﷺ) آگئے ہیں، لوگوں میں اس بات پر باہم تنازعہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے ہاں فروکش ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کی رات ہم عبد المطلب کے ماموؤں بنو النجار کے ہاں اتریں گے، آپ ان کی عزت افزائی فرمانا چاہتے تھے، صبح کو جیسے حکم ہوگا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مہاجرین میں سب سے پہلے ہمارے ہاں بنو

عبدالدار کے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے آئے، پھر بنوفہر کے ابن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ کی آمد ہوئی، پھر بیس سواروں کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آئے، ہم نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے بتایا: آپ ہمارے پیچھے تشریف لانے والے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم راہ تشریف لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تک میں مفصل کی سورتیں پڑھ چکا تھا، حضرت براء رضی اللہ عنہ کا تعلق انصار کے بطن بنو حارثہ سے تھا۔ (۱۳۰)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد یہ پیغام لائے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے یا قتل کر دینے کی صورت میں ہر ایک کے بدلے سو اونٹ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں اپنی قوم بنو مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان قاصدوں میں سے ایک شخص ہمارے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے قریب چند لوگوں کو دیکھا ہے میرا خیال ہے وہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ تو گیا کہ وہ وہی ہیں، لیکن میں نے اس سے کہا وہ نہیں ہیں تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ابھی یہاں سے گزرے ہیں، پھر میں کچھ دیر مجلس میں ٹھہرا رہا، پھر اٹھا اپنے گھر میں داخل ہوا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ میرا گھوڑا باہر لے جا اور اسے ٹیلے کے پیچھے لے کر کھڑی ہو جاؤ، میں نے اپنا نیزہ لیا اس کی مدد سے گھر کے پچھواڑے سے نکلا، نیزے سے زمین پر لکیر ڈالتا ہوا اور اس کا بالائی حصہ جھکا کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا، اس پر سوار ہو کر اسے دوڑایا یہاں تک کہ میں نے آپ حضرات کو دیکھ لیا جب میں ان کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ وہ میری آواز سن سکیں، میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں اس سے گر پڑا میں اٹھا ہاتھ بڑھا کر ترکش سے تیر نکال کر ان سے فال لی، میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو نقصان پہنچاؤں یا نہیں؟ فال میں میری ناپسندیدہ بات نکلی کہ میں ان کو تکلیف نہ پہنچاؤں، میں نے فال کی پروا نہ کی، میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا جب ان کے قریب پہنچا، میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی میں گر پڑا، میں اٹھا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا تیروں سے فال نکالی، پھر وہی میری ناپسندیدہ فال نکلی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو نقصان نہ پہنچاؤں، میں نے فال کی پروا نہ کی گھوڑے پر سوار ہوا اور اتنا قریب جا پہنچا کہ مجھے رسول ﷺ کی قرأت سنائی دینے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر ادھر متوجہ نہیں ہو رہے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بکثرت ادھر ادھر دیکھتے جا رہے تھے، اتنے میں میرے گھوڑے کے اگلے پیر گھٹنوں تک دھنس گئے، میں گھوڑے سے گر پڑا،

میں نے گھوڑے کو ڈانٹا، وہ اٹھا اور بڑی مشکل سے اس کے پیر نکلے، جب گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا آسمان تک دھوئیں جیسا غبار بلند ہوا میں نے پھر تیروں سے فال نکالی تو میری ناپسندیدہ فال نکلی کہ میں انہیں نقصان نہ پہنچاؤں، میں نے امان کے لئے پکارا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ٹھہر گئے، میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا۔

میں سمجھ گیا کہ مجھے رکاوٹ کی جو دقتیں پیش آئی ہیں اس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام غالب ہو جائے گا، میں نے عرض کیا آپ کی قوم نے آپ کے لئے سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے اور یہ کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے آپ کی تلاش کے لئے کہاں کہاں قاصد روانہ کئے ہیں اور زادِ راہ اور سامان کی پیش کش کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں لیا نہ ہی مجھ سے کوئی چیز طلب فرمائی صرف اپنا حال مخفی رکھنے کا فرمایا، میں نے درخواست کی کہ میرے لئے امن کا پروانہ لکھ دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر میرے لئے پروانۂ امن لکھ دیا، پھر آپ ﷺ روانہ ہو گئے۔(۱۳۱)

رہزن سے رہبر تک

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جنہوں نے ہجرت کے سفر میں عرج سے قبا تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی رہنمائی کی تھی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں ہمارے پاس تشریف لائے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی رضاعت کے لئے ہمارے پاس تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف مختصر راستے سے سفر کرنا چاہتے تھے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: غائر سے رکوبہ کا سفر مختصر ہے مگر اس راستے میں بنو اسلم کے دو چور رہتے ہیں، اگر آپ کا ارادہ ہو تو ہم وہی راستہ لے لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں اسی راستے سے لے چلو، ہم روانہ ہوئے اور چوروں کے پاس جا پہنچے، ان میں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا: یہ یمانی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پاس بلایا اور ان پر اسلام پیش فرمایا تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام پوچھے، انہوں نے کہا: ہم ''مہانان'' (ذلیل) ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم ''مکرمان'' (باعزت) ہو (اسلام قبول کرنے سے تمہاری ذلت عزت سے بدل گئی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے تک رہنمائی کرنے کا حکم دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے روانہ ہو کر قباء کے بالائی علاقے بنو عمرو بن

عوف میں پہنچے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ابوامامہ اسعد بن زرارہ کہاں ہیں؟ حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! وہ مجھ سے پہلے پہنچے ہیں کیا میں اسے آپ کی آمد کی اطلاع دوں؟ آپ آگے چلے یہاں تک کہ کھجوروں کا باغ ملاحظہ فرمایا جہاں پانی بھرا ہوا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے ابوبکر! یہی منزل ہے مجھے دکھایا گیا تھا کہ میں نے بنو مدلج کے حوضوں جیسے حوضوں کے پاس پڑاؤ کیا ہے۔ (۱۳۲)

دورانِ سفر

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی، آپ کو پیاس لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے پیالہ لیا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھوڑا سا دودھ دوہ کر آپ کے پاس لایا، آپ نے نوش فرمایا یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا۔ (۱۳۳)

انصار کا استقبال

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سواری پر آپ کے ردیف تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چوں کہ شام کی طرف آتے جاتے رہتے تھے راستے کے لوگ انہیں پہچانتے تھے جب وہ کسی قبیلے کے پاس سے گزرتے لوگ ان سے پوچھتے: ابوبکر! سواری پر تمہارے آگے کون ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب دیتے: میرے راہ نما ہیں، میری راہ نمائی کررہے ہیں، (لوگ یہ سمجھتے کہ شاید گائیڈ ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے دین اسلام کے راہ نما مراد لیتے تھے) جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے انصار نے حضرت ابوامامہ اور ان کے ساتھی مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا، انصار کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استقبال کو نکلے اور انہوں نے عرض کیا: آپ امن اور اطاعت گزاروں میں تشریف لائے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اس دن سے حسین تر اور روشن تر دن نہیں دیکھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں داخل ہوئے اور میں نے اس روز سے تاریک تر اور بدترین دن نہیں دیکھا جس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ (۱۳۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکے اور مدینے کے درمیان سفر ہجرت کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شام کی طرف آنا جانا رہتا تھا، لوگ ان کو پہچانتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے تھے، لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے: سواری پر آپ کے آگے جوان کون ہے؟ آپ جواب دیتے: یہ میرے راستے کے ہادی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینے کے قریب حرہ میں اترے، اور انصار کو اطلاع بھجوائی، انصار نے آکر کہا: آپ امن مہیا کرنے والے اطاعت گزاروں میں تشریف لائے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں آپ کی تشریف آوری کے دن حاضر تھا، میں نے آپ ﷺ کی ہمارے ہاں آمد کے دن سے حسین ترین اور روشن ترین دن کبھی بھی نہیں دیکھا، اور میں آپ ﷺ کی وفات کے دن بھی حاضر تھا، میں نے آپ کی وفات کے دن سے بدترین اور تاریک ترین دن نہیں دیکھا۔ (۱۳۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنا ردیف بنایا ہوا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے لگتے تھے اور لوگ انہیں پہچانتے تھے، اللہ کے نبی ﷺ جوان تھے، لوگ آپ کو نہیں پہچانتے تھے، کوئی ملنے والا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا تو اُن سے سوال کرتا سواری پر آپ کے آگے کون ہے؟ وہ فرماتے: آپ میری راستہ کی رہنمائی کرنے والے ہیں، پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ آپ راستے دکھانے والا راہ نما (گائیڈ) ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے خیر کا راستہ مراد لیتے تھے۔

دورانِ سفر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شہ سوار ان کے قریب آپہنچا ہے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ شہ سوار ہمارے قریب آپہنچا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! اسے پچھاڑ دے، تو اس کے گھوڑے نے اسے گرادیا، پھر کھڑا ہوکر ہنہنانے لگا۔ وہ شہ سوار کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں، آپ نے فرمایا: یہیں ٹھہرو اور ہماری طرف کسی کو نہ آنے دینا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شخص دن کے پہلے پہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوشاں تھا اور دن کے آخر پہر میں آپ کا پہرہ دار بن گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کی جانب اترے، پھر انصار کی طرف پیغام بھیجا، انصار آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے، آپ امن واطمینان کے ساتھ سوار ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم او

رحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور انصار نے آپ کے ارد گرد ہتھیاروں سے گھیرا ڈال دیا، مدینے میں ''اللہ کے نبی تشریف لائے ہیں'' کی خبر پہنچی تو لوگ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کو نکل آئے وہ کہہ رہے تھے ''جاء نبی اللہ'' (اللہ کے نبی تشریف لے آئے ہیں) آپ نے سفر جاری رکھا حتیٰ کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس آئے۔ (۱۳۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے، آپ مدینے کی بالائی جانب بنوعمرو بن عوف نامی قبیلے میں اترے، وہاں آپ نے چودہ رات قیام فرمایا، پھر آپ نے بنوالنجار کے سرداروں کی طرف پیغام بھیجا، وہ اپنی تلواریں گلوں میں حمائل کئے حاضر ہوئے، گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا ردیف بنائے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور بنونجار کے سردار آپ کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں یہاں تک کہ آپ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے ملحقہ صحن میں اترے۔ (۱۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نماز کا وقت پاتے وہاں نماز پڑھ لیتے تھے، آپ بکریوں کے باڑوں میں نماز ادا کرتے، پھر آپ نے مسجد بنانے کا حکم فرمایا، بنونجار کے سرداروں کو بلوا بھیجا، وہ آ گئے، آپ نے فرمایا: تم اپنا یہ احاطہ مجھے فروخت کردو، انہوں نے گزارش کی: ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے، وہاں مشرکوں کی چند قبریں، کھجور کے درخت اور کھیتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مشرکوں کی قبریں کھول دی گئیں، کھیتی برابر کر دی گئی اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے، کھجور کے تنے مسجد کے قبیلہ کی جانب لگا دیئے گئے، مسجد کے بازوؤں میں پتھر چن دیئے گئے، صحابہ کرام دیواروں کی تعمیر کے لئے پتھر لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر یہ رجز گاتے:

اللھم لا خیر الا خیر الاخرۃ

فانصر الانصار و المھاجرۃ

اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے، تو انصار اور مہاجرین کو نصرت عطا فرما۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں لڑکوں میں بھاگ دوڑ کر رہا تھا، وہ کہہ رہے تھے محمد (ﷺ) آئے ہیں، میں دوڑتا مجھے کوئی چیز نظر نہ آتی، وہ پھر یہی بات کہتے میں دوڑ کر جاتا مجھے کچھ نظر نہ آتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ ہم مدینے کے ایک حرہ (مدینہ منورہ کی ایک سمت کالے پتھروں والی جلی ہوئی دکھائی دینے والی زمین) میں تھے، پھر ہم نے مدینے کے ایک شخص کو بھیجا تاکہ وہ انصار کو آپ کی آمد کی اطلاع دے، انصار کے تقریباً

پانچ سو افراد آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی ''امن اور اطاعت کیشوں کے ساتھ تشریف لے چلیں'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی انصار کے درمیان روانہ ہوئے، اہل مدینہ یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر آپ کے دیدار کی مشتاق تھیں اور کہتی تھیں: حضور ﷺ کون سے ہیں؟ حضور ﷺ کون سے ہیں؟

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو مدینہ والوں نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ ایک روایت میں ہے میں نے اونٹ یا گائے ذبح کی تھی۔ (۱۳۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں آمد کی خوشی میں حبشی اپنے نیزوں سے کھیلے۔ (۱۳۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس روز جیسا منظر نہیں دیکھا، آپ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے آپ ﷺ کے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا منظر بھی دیکھا اور آپ کے وصال کا دن بھی، میں نے ان دنوں جیسے دن نہیں دیکھے۔ (۱۴۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے دن موجود تھا، میں نے ایسا روشن ترین اور حسین ترین دن نہیں دیکھا، اور میں آپ کی وفات کے دن بھی حاضر تھا میں اس سے بدترین دن نہیں دیکھا۔ (۱۴۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اس روز مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی (ہر طرف اجالے پھیل گئے) اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا، ہم نے ابھی آپ کی قبر انور کی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہمارے دلوں کی حالت بدل گئی۔ (۱۴۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے ہم آپ ﷺ کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے کہ ہمارے دلوں کی حالت بدل گئی۔ (۱۴۳)

حوالہ جات

۱۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۲ (حدیث جعفر بن ابی طالب ھو حدیث الھجرۃ)۔ رقم الحدیث: ۲۱۵۹۲ (حدیث جعفر ابن ابی طالب ھو حدیث ام سلمۃ زوج النبی ﷺ

۲۔ رقم الحدیث: ۴۳۸۶ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۳۔ رقم الحدیث: ۷۱۰۷ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۴۔ رقم الحدیث: ۵۶۶۴ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۵۔ الحاقہ: ۴۰، ۴۱

۶۔ الحاقہ: ۴۲ تا ۵۲

۷۔ رقم الحدیث: ۱۰۸ (مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

۸۔ رقم الحدیث: ۳۷۹۵، ۴۱۵۳ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۹۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۳۵، ۲۶۷۰۲ (حدیث مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۳۶، ۲۶۷۰۱ (حدیث مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ)

۱۱۔ زرقم الحدیث: ۳۵۷۳ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۲۔ رقم الحدیث: ۳۹۱۴ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۳۔ القمر: ۱، ۲

۱۴۔ رقم الحدیث: ۴۲۵۸ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۵۔ رقم الحدیث: ۴۳۴۷ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۶۔ رقم الحدیث: ۱۲۲۷۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۷۔ القمر: ۱، ۲

۱۸۔ رقم الحدیث: ۱۲۷۴۲، ۱۲۸۹۰ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۹۔ رقم الحدیث: ۱۳۵۰۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۲۰۔ رقم الحدیث: ۱۶۳۰۸ (حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ)

۲۱۔ رقم الحدیث: ۲۱۶۸۶ (حدیث ابی امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ)

۲۲۔ رقم الحدیث: ۳۴۰۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۲/الف: ص: ۵ تا ۸

۲۳۔ رقم الحدیث:۲۰۰۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۴۔ ص:۱تا۵

۲۵۔ رقم الحدیث:۱۱۸۰۲ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۲۶۔ رقم الحدیث:۱۱۸۰۳، ۱۳۶۴۱ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۲۷۔ رقم الحدیث:۹۳۹۴ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲۸۔ رقم الحدیث:۱۶۷ (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

۲۹۔ رقم الحدیث:۱۰۷۷ (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

۳۰۔ رقم الحدیث:۷۱۹۹ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۳۱۔ رقم الحدیث:۲۳۲۸۹ (حدیث المقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ)

۳۱/الف۔ الفرقان:۷۴

۳۲۔ رقم الحدیث:۱۷۱۲۴ (حدیث عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ)

۳۳۔ رقم الحدیث:۱۷۱۲۵ (حدیث عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ)

۳۳/الف۔ رقم الحدیث:۲۵۲۴۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۳۴۔ رقم الحدیث ۱۶۳۳۵ (حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ)

۳۵۔ رقم الحدیث:۴۱۳۸ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۳۶۔ رقم الحدیث:۴۳۶۸ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۳۷۔ رقم الحدیث:۴۲۸۴، ۳۷۷۳ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۳۸۔ رقم الحدیث:۴۳۴۰ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۳۹۔ رقم الحدیث:۴۳۶۲ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۴۰۔ رقم الحدیث:۳۷۷۸ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۴۱۔ رقم الحدیث:۲۲۷۱ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۴۲۔ رقم الحدیث:۱۷۳۸۰ (حدیث مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ)

۴۳۔ رقم الحدیث:۱۷۳۸۱ (حدیث مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ)

۴۴۔ رقم الحدیث:۱۷۳۷۸ (حدیث مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ)

۴۵۔ رقم الحدیث:۲۰۷۸۱ (حدیث المشائخ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

۴۵/الف۔ بنی اسرائیل:۱

۴۶۔ رقم الحدیث:۲۲۷۷۴ (حدیث حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ)

۴۷۔ بنی اسرائیل:۱

۴۸۔ رقم الحدیث:۲۲۸۲۱،۲۲۸۳۲ (حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ)

۴۹۔ رقم الحدیث:۲۳۰۴۰ (حدیث ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ)

۵۰۔ رقم الحدیث:۲۰۶۳۲ (حدیث انس بن مالک عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہما)

۵۱۔ رقم الحدیث:۱۲۲۶۱ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۵۲۔ رقم الحدیث:۱۱۸۰۰،۱۳۶۸۱،۲۰۰۷۴،۲۲۵۵۳،۲۲۵۸۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۵۳۔ رقم الحدیث:۲۷۳۲ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۵۴۔ رقم الحدیث:۴۳۸۲ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۵۵۔ رقم الحدیث:۲۳۲۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۵۶۔ رقم الحدیث:۱۰۴۴۹ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۵۷۔ رقم الحدیث:۱۴۱۷۹ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۵۸۔ رقم الحدیث:۲۶۹۲ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۵۹۔ رقم الحدیث:۲۱۹۸،۲۳۴۳ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۶۰۔ رقم الحدیث:۱۰۲۶۹ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۶۱۔ رقم الحدیث:۲۳۲۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۶۲۔ رقم الحدیث:۱۹۵۹۰ (حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ)

۶۳۔ رقم الحدیث:۱۹۵۹۵ (حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ)

۶۴۔ رقم الحدیث:۱۲۴۲۳،۱۳۳۶۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۵۔ رقم الحدیث:۱۲۵۷۱ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۶۔ رقم الحدیث:۱۳۴۳۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۷۔ رقم الحدیث:۱۳۹۰۹ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۶۸۔ رقم الحدیث:۱۴۵۸۴،۱۴۷۶۷ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۶۹۔ رقم الحدیث:۱۴۵۸۴،۱۴۷۶۷ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۷۰۔ رقم الحدیث:۱۳۴۱۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۱۔ رقم الحدیث:۱۴۵۸۴،۱۴۷۶۷ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۷۲۔ رقم الحدیث:۱۲۵۴۵،۱۳۰۰۸،۱۳۱۰۳ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۳۔ رقم الحدیث:۱۲۹۲۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۴۔ رقم الحدیث:۲۸۱۷،۲۸۱۸ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۷۵۔ رقم الحدیث:۱۲۵۷۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۶۔ رقم الحدیث:۱۲۷۴۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۷۔ رقم الحدیث:۱۳۱۶۶، ۱۳۶۶۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۸۔ رقم الحدیث:۱۳۳۶۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۹۔ رقم الحدیث:۵۳۳۲ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۸۰۔ رقم الحدیث:۸۴۲۶، ۸۵۳۹ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۸۱۔ رقم الحدیث:۱۱۸۹۲ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۸۲۔ رقم الحدیث:۱۲۲۶۲ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۸۳۔ رقم الحدیث:۳۶۵۶، ۴۰۰۱ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۸۴۔ رقم الحدیث:۲۸۸۵ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۸۵۔ رقم الحدیث:۲۵۴۳۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۶۔ رقم الحدیث:۲۵۸۰۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۷۔ رقم الحدیث:۲۵۵۱۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۸۔ رقم الحدیث:۱۳۰۷۱، ۱۳۰۷۲ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۸۹۔ رقم الحدیث:۱۴۱۲۹ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۹۰۔ رقم الحدیث:۲۸۱۵ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۹۱۔ رقم الحدیث:۱۴۶۱۶، ۱۴۶۱۷ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۹۲۔ رقم الحدیث:۲۵۳۶ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۹۳۔ رقم الحدیث:۲۶۲۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۹۴۔ الانعام:۱۰۴

۹۵۔ الشوریٰ:۵۱

۹۶۔ لقمان:۳۴

۹۷۔ المائدہ:۶۷

۹۸۔ رقم الحدیث:۲۳۷۰۷ (حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۹۹۔ رقم الحدیث:۲۱۰۱۵ (حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ)

۱۰۰۔ رقم الحدیث:۲۷۴۴ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۰۱۔ رقم الحدیث:۱۴۵۶۴ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۰۲۔ رقم الحدیث:۱۴۷۷۰ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۰۳۔ رقم الحدیث:۲۳۱۰۸ (حدیث محمود بن لبید رضی اللہ عنہ)

۱۰۴۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۴۸ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

۱۰۵۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۳۶ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

۱۰۶۔ رقم الحدیث: ۲۲۱۹۲ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

۱۰۷۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۶۳ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

۱۰۸۔ رقم الحدیث: ۱۴۰۴۷، ۱۴۰۴۸، ۱۴۰۴۹ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۰۹۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۲۴ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۱۰۔ رقم الحدیث: ۱۶۶۳۰ (بقیہ حدیث ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہ)

۱۱۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۸۳۵ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۱۲۔ رقم الحدیث: ۱۴۲۴۳ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۵۳۷۱ (حدیث کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ)

۱۱۴۔ رقم الحدیث: ۱۹۴۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۱۵۔ بنی اسرائیل: ۸۰

۱۱۶۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۴۱ (حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ)

۱۱۷۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۹۶ (حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہما)

۱۱۸۔ رقم الحدیث: ۲۵۰۹۸ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۱۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۲۴۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۱۲۰۔ رقم الحدیث: ۲۶۳۸۸ (حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما)

۱۲۱۔ الانفال: ۳۰

۱۲۲۔ رقم الحدیث: ۳۲۴۱ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۲۳۔ رقم الحدیث: ۲۶۴۱۷ (حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما)

۱۲۴۔ رقم الحدیث: ۱۸۲۴۰ (حدیث عبداللہ بن عدی بن الحمراء الزہری رضی اللہ عنہ)

۱۲۵۔ رقم الحدیث: ۱۸۲۴۱ (حدیث عبداللہ بن عدی بن الحمراء الزہری رضی اللہ عنہ)

۱۲۶۔ رقم الحدیث: ۱۸۲۴۲ (حدیث عبداللہ بن عدی بن الحمراء الزہری رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۔ رقم الحدیث: ۱۸۲۴۳ (حدیث عبداللہ بن عدی بن الحمراء الزہری رضی اللہ عنہ)

۱۲۸۔ رقم الحدیث: ۱۲ (مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

۱۲۹۔ رقم الحدیث: ۳ (مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

۱۳۰۔ رقم الحدیث: ۳ (مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

۱۳۱۔ رقم الحدیث ۱۷۱۴۱ (حدیث سراقہ بن مالک جعشم رضی اللہ عنہ)

۱۳۲۔ رقم الحدیث:۱۶۲۵۰ (حدیث سعد الدلیل رضی اللہ عنہ)

۱۳۳۔ رقم الحدیث:۵۱ (مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

۱۳۴۔ رقم الحدیث:۱۱۸۲۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۳۵۔ رقم الحدیث:۱۳۶۴۹ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۳۶۔ رقم الحدیث:۱۲۷۹۳ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۳۷۔ رقم الحدیث:۱۲۷۹۶ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۳۸۔ رقم الحدیث:۱۳۸۰۱ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۳۹۔ رقم الحدیث:۱۲۲۳۸ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۰۔ رقم الحدیث:۱۲۹۰۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۱۔ رقم الحدیث:۱۳۱۱۰ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۲۔ رقم الحدیث:۱۳۴۱۸ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۳۔ رقم الحدیث:۱۲۸۹۹ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

عصر حاضر کے اہم ترین موضوع پر مجموعۂ محاضرات

اسلام اور مغرب تعلقات

ڈاکٹر محمود احمد غازی

ترتیب: سید عزیز الرحمٰن

صفحات:۲۲۴ قیمت:۱۹۰

- اسلام اور مغرب، موجودہ صورت حال، امکانات، تجاویز
- مکالمہ بین المذاہب، مقاصد، اہداف، اصول وضوابط
- نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمے داریاں
- مغرب کا فکری اور تہذیبی چیلنج اور علما کی ذمہ داریاں
- دفاع اسلام اور مطالعہ مسیحیت۔ علامہ اقبال کی تنقید مغرب

زوار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے۔۴/۱۷، ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی۔ فون: 021-36684790

ماہنامہ تعمیر افکار کراچی

کی ایک اہم پیش کش

اشاعت خاص بہ یاد حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمہ اللہ

عنوانات

۞ حیات ۞ خدمات ۞ شاعری

۞ خلفا ۞ خراج عقیدت ۞ افکار و معارف

۞ نوادرات ۞ مکتوبات

اہم لکھنے والے

☆ مولانا ابوالخلیل خواجہ خان محمد ☆ حاجی محمد اعلیٰ ☆ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ☆ مولانا محمد عبدالرشید نعمانی ☆ حافظ رشید احمد ارشد ☆ ڈاکٹر مفتی محمد مظہر بقا ☆ ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی ☆ ڈاکٹر محمود احمد غازی ☆ مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی ☆ مفتی غلام قادر ☆ پروفیسر سید محمد سلیم ☆ مولانا سید محبوب حسن واسطی ☆ مولانا محمد سعید الرحمٰن علویؒ ☆ پروفیسر عبدالجبار شاکر ☆ مولانا محمد اسماعیل آزاد ☆ مولانا اعجاز احمد اعظمی ☆ پروفیسر محمد اقبال جاوید ☆ صوفی محمد احمد ☆ ڈاکٹر نثار احمد ☆ سید منور حسن ☆ ڈاکٹر وفا راشدی ☆ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی ☆ مولانا محمد یوسف لدھیانوی ☆ حافظ سید فضل الرحمٰن

صفحات: ۷۵۲ قیمت: ۴۱۰ روپے

زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز

اے-۴/۱۷، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی۔ فون: 021-36684790

E-mail:syed.azizurrahman@gmail.com